

حیوانات کا بایا اور حیوانات سے اعلیٰ مرتبہ انسان کا بایا کیونکہ بعضی چیزیں آپ مشاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدر آپ جو اس خاصہ ظاہری سے محسوس کر رہے ہیں خواہ وہ بالسطح ہوں یا مرکبات علویات ہوں یا سفلیات۔ نباتات ہوں یا معدنیات حیوانات ہوں یا غیر حیوانات۔ سب کے سب حضرت انسان کی آسائش و آرام کے لئے پیدا کی گئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اس کی زمین اور سرشتی میں قال تعالیٰ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (سورہ بقرہ) یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے سب و اذ قال ربک للہامکتہ انی جاعل فی الارض خلیفہ افرض چاند سورج تارے۔ افلاک۔ پانی۔ آگ۔ ہوا اور مٹی۔ اکاش اور رات دن وغیرہ سب انسان کے لئے اور انسان کے ضروریات کے لئے مخلوق کئے گئے ہیں۔ تاہم انہیں فائدہ اور ہنگامہ مالک حقیقی کا شکر بجالائے۔

ہمیں در رقص ارتق طیلاناں ۛ رداے نور سہو عالم فشا ناں
 دے ہر یک جو گوے از جنبش خاص ۛ بچو گال ارادت گشت رقا ص
 یکے از عجب روے در مشرق کرد ۛ یکے در غرب کشتی عرق کردہ
 شدہ گرم از یکے ہنگامہ روز ۛ یکے شب راشدہ ہنگامہ افروز
 چناں گرم اند در منزل پریدن ۛ کر ہی جنبش ندارند آرمیدن
 جب ان عظیم نشان ستاروں کا یہ حال ہے کہ بعض مشرق سے مغرب کی طرف اور بعض مغرب
 سے مشرق کی طرف انسانی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کرتے تو باقی کائنات کی سبیل
 نیز کی بھی اسی طرح سمجھ لیجئے کہ وہ بھی انسان کی خاطر بنائی گئی ہیں چنانچہ بعض کو بلا واسطہ استعمال
 رہتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور بعض کو بلا واسطہ اور دوسری چیز کی ذریعہ سے فائدہ حاصل
 رہتا ہے اور یہ بات انہرمن الشمس ہے کہ جو چیز کسی کی خاطر بنائی جاتی ہے اور اس پر اس کو
 رہاں کیا جاتا ہے تو جس کے لئے وہ چیز بنائی جاتی ہے وہ ضرور اشرف و اعلیٰ ہوتا ہے مثلاً
 ہم یہاں کے لئے ہم اچھے اچھے کھانے پکاتے ہیں اور فرش و فرش آراستہ کرتے ہیں اور گاہ
 لئے رنگاتے ہیں اور پھل پھلواریاں ہم پونچھتے ہیں اور رنگا رنگ کے شربت و عرقیات و زینا
 عطریات بناتے ہیں تاہم ان دیکھ کر اور ہر چیز کو موقعہ در محل ملاحظہ فرما کر نہیں نہیں بلکہ کھانے
 و پینے سے مستفید ہو کر پڑا ہی محفوظ اور سرور ہو گیا وہ یہاں ان تمام چیزوں سے جو اس
 خاطر بنائی گئی ہیں افضل و اشرف نہ ہوگا نہ ضرور ہوگا۔ لہذا ثابت ہوا کہ انسان واقعی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حفاظت بقبر خیمو رکھنا

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است باوستان تلمط باوشتنان مدار
 بگو ایچہ دانی سخن سودمند وگر چیکس را نیامد پسند
 کہ فردا پشمانی آرد خروشش کہ ایا چرا حق نکردم بگو شش
 اما بعد پس کہ ہے السورۃ الباقہ کے سب بندوں سے تاجیزہ خادم قوم و ملک بندہ ابو تراب محمد
 محمد عبدالحق الحروف طیب بن مولانا بافضل اولنا جناب مولوی عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ
 دینا نگری تم اتر سری کی یہ بخت روز روشن کی طرح معلوم ہے کہ ایدمل شانہ در پرماتما نے اپنی تمام مخلوقات
 و کمالات سے انسان کو اشرف و افضل بنایا ہے اور موابد کثافت یعنی معدنیات و نباتات و حیوانات پر
 سے اس کو اعلیٰ و برتر پیدا کیا ہے قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم نقض خلقنا الا انسان
 فی احسن تقوید (سورہ طین) ترجمہ البتہ تحقیق پیہ کیا ہم نے انسان کو عمدہ انداز پر پیہے ابھی ہم پتری
 میں اس کو پیدا کیا۔ وقال تعالیٰ و نقض کر متا بنی آدم و جعلنا ہم فی البر و البحر و در مقام ہم من
 الطیبات و فضلنا ہم علیٰ کثیر من خلقنا تفصیلا (سورہ بنی اسرائیل) یعنی البتہ تحقیق
 بزرگی دی ہم نے اولاد آدم کو اور چڑیاہا ہم نے ان کو کدو سوار یوں پر چڑھا اور دریا میں اور رزت دیام
 نے ان کو پاکیزہ اور بزرگی دی ہم نے ان کو بہنوں پر اون لوگوں سے جو پیہ اسکے ہم نے بزرگی
 دیا قرآن مجید کہ ان آیات سے اور شانہ و وثقا نہ ادا سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی انسان اللہ
 تعالیٰ کی جمیع مخلوقات سے افضل و اشرف ہے اور ترقی بہائی درو حالی کا نادر اس میں رد و لغت
 راہانت ادا کیا گیا ہے اور نسبت و پیار و میل و ملاپ کی خاصیت اس میں ڈالی گئی ہے جو دوسری
 چیزوں میں نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جمادات سے بلند مرتبہ نباتات کا اور نباتات سے بلند

ہیں ہمہ از بہرہ سرگشتہ و فرماں بردار : شرط انصاف نہایت کہ تو فرماں نہری
بالفعل میں اور چیزوں کو چھوڑ کر حفاظت بقبر یعنی گور رکشا پر کچھ عرض کرتا ہوں۔ جس
کے لئے یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے اور آج کل اخباروں اور رسالوں میں اس پر بحث چھری
ہوئی ہے اور جلسوں اور وعظوں میں اس پر زور دیا جا رہا ہے کہ مسلمان گائے کی قربانی
نہ کریں۔ کیونکہ عبد البقر عنقریب آرہی ہے اور مختلف خیالات دل و دماغ میں چکر لگا رہے ہیں
سو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک نے مختلف حیوانات میں سے بعض حلال اور
بعض حرام بنائے ہیں۔ حلال جانوروں سے گائے بھی شرع اسلام میں حلال پیدا کی
گئی ہے مگر حلال سمجھنے کا یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ اس کو ذبح کر کے ہمسایہ اقوام
کی دل آزاری کی جائے اور جو ذریعہ پرورش و آسائش خلق ہے اور کہستی باڑی کے
کام آتی چیز ہے اس کو اتارنے سے کھو یا جائے حاشا و کلاہ

ہذا را بران بندہ بخشایش است : کہ خلق از وجودش در آسایش است
با حسان آسودہ کردن دے : بہ اذائف رکعت بہر منزلی
حضرات یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی قوم اور ملک بغیر اتفاق اور باہمی سلوک
و پیار کے کبھی ترقی نہیں کر سکتا اور بغیر اتحاد کے دہاں کے باشندے ہمیشہ معرض
زوال میں رہتے ہیں اور کمیت و ادبار کی گھٹاؤں پر چھائی رہتی ہے لہذا ازالہ
ذلت و مسکنت کا سب سے بڑا سبب اتفاق ہی ہے اور بغیر اس کے دہاں کے
رہنے والے سرسبز اور شاداب نظر نہیں آسکتے یورپ و امریکہ و جاپان نے
اگر ترقی کی ہے تو اسی اتفاق کی برکت سے حاصل کی ہے اگر انگریزی قوم جنگ کی
جائے عظیم میں کامیاب ہوئی ہے اور گرداب ہندو سے اولیٰ کا جنازہ صحیح سلامت
نکلے تو اتفاق کی خوبی سے نکلا ہے اگر ترکی قوم کو کچھ حشم و غم اٹھانا پڑا ہے تو اس
کا اتفاق کیا ہے سے اٹھانا پڑا ہے

از اتفاق گیس شہدے شود پیدا : ہذا چہ لذت و راحت نہاد
دولت ہمہ از اتفاق خیزد : بے دولتی از نفاق خیزد
بنابران ہر بھی خواہ قوم و ملت کو اور ہر پڑھے لکھے انسان کو یہ بات بے چین کرتی
ہے کہ ہندوستان جنت نشان ہی رحمت کی نسبت یہ شعر کہا گیا ہے

اشرف و افضل المخلوقات ہے اس واسطے اللہ عزوجل نے اس کو اپنا خلیفہ زمین میں قرار دیا
 حیث قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفه يعني يا وكره جب کہ
 کہا رب تیرے لئے واسطے فرشتوں کے کہ تحقیق میں کرنا والا ہوں زمین میں خلیفہ اور یہ مسئلہ
 قاعدہ ہے کہ جو اوصاف اصل میں ہوں وہ ظاہر میں بھی ہونے چاہئے اگر کامل اور پورے
 طور پر ہوں تو کچھ نہ کچھ نہ ورہوں درہ خلقت کا مفہوم باطل ہو جائے گا مثلاً جس طرح حضرت
 ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اگرچہ تمام اوصاف جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے موجود نہ تھے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور نبی تھے
 اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اور نبی نہ تھے مگر پھر بھی وصف شجاعت و کرم و زہد و تقویٰ
 و توکل و صبر و شکر و رضا و محبت وغیرہ اوصاف کا یہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب تھے
 و دیگر صفات امارت، ہمت، مولانا شاہ اسماعیل شمسید کو بلوی) پس جب آدم علیہ السلام ریختے
 انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوا تو جو صفات اللہ تعالیٰ میں ہیں وہ آدم علیہ السلام میں کچھ نہ کچھ
 ضرور ہونے چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فناء الی و امی نے فرمایا ان الله خلق آدم على
 صورته یعنی تمینق پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنے صفات پر جیسے بخشش کرنا غصہ کرنا
 رحم کرنا وسیع و بصیر ہونا صاحب علم و معرفت کا ہو وغیرہ وغیرہ یہ صفات جناب یاری عز اسمہ میں
 اگرچہ ذاتی اور قدیم ہیں مگر آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد میں بھی یہ صفات موجود ہیں
 کہ حادث اور مخلوق ہی ہیں یعنی قال علیہ السلام تخلقوا باخلاق الله یعنی اللہ تعالیٰ
 کے اخلاق سے تم متعلق ہو جاؤ اور اس کے صفات اپنے اندر پیدا کرو جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا
 ہے۔ ان میں معدنیات و نباتات و حیوانات کے جاسنے والے خوب جانتے ہیں کہ کائنات خلق
 و علیم نے ان چیزوں کو بنے بنائے نہیں بنایا تا کہ ان میں سے اسے اخلاق، حد، الحلاکات، اشیاء
 و اشیاء کے لئے مثل مریخ و زہرہ علیہا کی قرار دی گئی ہیں تا انہا ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے کام
 و صانع حقیقی کی عبادت، بندگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے اور تو یہ ربوبیت و الوہیت
 کسی کو مشترک نہ کرے اور توحید ذاتی و صفاتی و فعلی میں کہ جیکو ثانی نہ جائے اور اللہ
 لا مر اللہ و الشفقتہ صلی خلق اللہ پر پورا پورا عمل کرے جس کے لئے انسان پیدا کیا
 گیا ہے و ما خلقت الجن والانس لیعبد و ان تمجید پر نہیں پیدا کیا ہو جن اور انسان کو تمجید
 سے ابر و با و مرد و خور و شید و فلک و کار و اند و تا تو مانے کف آری و انخلت بخور و

رسم کو ترک کر دینا کوئی دانشمند فعل نہیں ہوگا اس لئے مسلمان ہند اس حکم کی تعمیل سے اپنے آپ کو قاصر یا پیش گئے اور یہیں اس کہنے میں مطلق قائل نہیں ہے کہ سیاسی مقاصد کی تعمیل کے لئے مذہبی رسم و رواج میں مداخلت نہایت ہلکے نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اس لئے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سخن شناس سے اڈیٹر اخطا سمجھا است

مولوی عبداللہ مہناس صاحب اڈیٹر اخبار دکیل اور مولوی ثناء اللہ اڈیٹر اخبار اہل حدیث وغیرہ جو گورکھ کش کے مخالف ہیں غور کرنا چاہئے کہ مذہبی رسم و رواج دو قسم پر ہے ایک فرض اور واجب ہے جس کا انکار کفر ہے اور اس کی عدم تعمیل باعث فسق و خروج از دائرہ اسلام ہے جیسے نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ۔ اور سنت ہے جس کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ترک کر دینا گناہ نہیں جیسا کہ مولوی عبدالحی مہتر حرم لکھنؤی نے شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھا ہے ہر ما یكون مطلوباً مشروعاً من غیر ذم علی شکره مطلقاً او ما فعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متروکہ اخوی ولہ دیوا طلب علیہ یعنی مستحب وہ ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور اس کے چھوڑ دینے پر ملامت و مذمت نہیں یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک دفعہ کیا اور پھر چھوڑ دیا اور اس پر ملامت نہیں کی جیسے لڑائی وغیرہ۔ مسائل کتب اصول فقہ حاشی۔ نورالانوار۔ تلویح وغیرہ میں مفصل درج ہیں و ان شئت تعالیٰ قطعاً اب آہ انصاف سے دیکھیں کہ قرآنی کی رسم اور حکم قسم اول سے ہے یا قسم ثانی سے جن لوگوں کو اللہ عزوجل نے اپنے قسم و ادراک کا مادہ دیا ہے اور علم تفسیر القرآن و علم حدیث الرسول و علم اصول فقہ سے قدرے قلیل بھی اذنیثت رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ قرآنی کا حکم (جس کو ترک کر دینا خواہ کسی خیال سے ہو۔ اڈیٹر صاحب دکیل کے نزدیک دانشمند فعل نہیں ہے) اولی قسم سے نہیں ہے امام احمد بن حنبل جو بڑے پایہ کے امام گذرے ہیں اور جن کی نسبت حافظ امام ابن تیمیہ اعلام القنین کے صراحۃ میں لکھتے ہیں کانفا بالحمد، پینہ امام اہل السنۃ علی الاطلاق احمد بن حنبل الذی ملأ الارض علماً و حدیثاً و سنۃ حتی ان ائمة الحدیث والسنۃ بعدہم اتباعہ الی یوم القیامۃ یعنی بقائدینہ طیبہ میں امام اہل السنۃ علی الاطلاق احمد بن حنبل کا جس نے زمین کو علم اور حدیث اور سنت نبوی سے بھر دیا یہاں تک کہ ائمہ حدیث اور سنت جو اس کے پیچھے ہوئے ہیں وہ سب کے سب قیامت تک اس کے تابع رہا ہوتے ہیں و خبر

اگر فردوس ہمیں زمین اسٹ : ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است
 ہر قسمی سے ایسا ملک ہے جو بقائد دوسرے ملکوں اور ولایتوں کے سب سے پیچھے ہے اور اسی
 عروج گئے بہرہ روشنی کمال سے کوسوں دور ہے۔ عالم اسباب کو سلسلہ علت معلول و سبب
 مسببہ والہتہ سمجھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اس کا بھی کوئی نہ کوئی سبب اور علت ضرور ہے
 لان وجود المسبب بغیر وجود السبب محال ہماری تحقیق میں اس کا برا سبب بجز لفاق او
 باہمی کشمکش کے اور کوئی نہیں۔ نظریہ اتفاقات حاضرہ و گذشتہ جب ہم نے دیکھا کہ ہندوستان
 کی دو قوموں کا مایہ المزعزع گواؤ کشی کے علاوہ اور کوئی امر زیادہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ
 آئے دن ہمیشہ عہد البقر کے موقع پر کہیں نہ کہیں فساد ہوتا رہتا ہے اور قتل و قتال و مہمہ ہمار
 تک فوجت پڑتی رہتی ہے جیسا کہ کٹاپور میں اور اس سے پہلے کئی دفعہ ظاہر ہوا تو ہم نے خیال ہمدردی
 بنی نوع انسان دہرا سے عمل برہد پیشہ سید الانام قال رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم
 بنیو اناس من من یتفح الناس اپنی بساط علمی و تحقیق مذہبی سے کام لیکر ایک مبسوط اریکل
 حفاظت بقر پر لکھا اور اخبار اور جس گزٹ امرتسر ۲۴ نومبر ۱۹۱۷ء میں شائع کرایا جس کی نقل
 بعض اخبارات نے بھی کی اور اس کی تائید میں پرزور مضمون لکھا اور بعض اخبارات نے اس کی
 مخالفت کی آواز اٹھائی اور اس کو نامکن اصل بنا یا پھر واقعہ مسجد کانپور و جنگ بلقان وغیرہ نے
 فریقین کو سبق دیا کہ ہند و مسلم اتحاد ہوسے بغیر مقاصد عظمیٰ کا حصول نامکن ہے پھر بران ہٹے
 پھر اسی مضمون کو کچھ ترسیم و اضافہ کے ساتھ ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے اردو جس گزٹ امرتسر میں
 شائع کرایا جس کی نقل اخبار حق پسند امرتسر و بھارت سرور آریہ گزٹ لاہور و مذاق دہم
 پرپاک امرتسر و اخبار عام لاہور و دیپون لاہور و ایڈ وکیٹ امرتسر وغیرہ نے بھی کی۔
 انٹریض حفاظت بقر کا مضمون نہ صرف اخبارات میں شائع کرایا بلکہ جلسہ دعوت و خطبہ عہد
 البقر کے موقع پر دینا مگر ضلع گورداسپور پنجاب میں بھی پہلے گورکھپارے لکھا اور ثابت کر دیا
 گونہائے کی قربانی کی سچا ہمت ہے۔ دینہ۔ ایڈ وکیٹ کی کرنی پائیت پنا پنا اس کی ایک نقل اخبار دیپ
 امرتسر میں بغرض اندمانا پہنچی۔ ہم ایڈیٹر صاحب وکیل کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنے
 مذاق کے خلاف ہمارا مضمون ۵ نومبر ۱۹۱۷ء کے پرچہ میں مختصر طور پر درج فرما کر یا اور ۱۰ نومبر
 ۱۹۱۷ء کے وکیل میں عدم اسکان گورکھپارے درج دیتے ہوئے یوں لکھا۔ گورکھپارے کوئی سیاسی
 مسئلہ نہیں ہے وہ ایک مذہبی رسم ہے اور دو قوموں کے سیاسی اتحاد کی خاطر ایک مذہبی

عن امتہ میں ہوا ہے اور یہ ہی مذہب ہے حضرت صدیق اکبر علیہ السلام اور حضرت عمر علیہ السلام
 ثانی اور حضرت بلال مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن مسعود صاحب الغلیب
 اور ابن عباس رئیس الفریقین کا اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جن کی مثال کشتی
 نوح کی ہے اور ابن مسیب اور علقمہ اور اسود اور عطاء اور امام مالک اور امام احمد اور امام
 شافعی اور امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف اور امام محمد و دیگر اکابر علماء
 اور بزرگان سلف و خلف کا قرمانی فرض اور واجب نہیں اور وہ حدیثیں جن سے
 قرمانی کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے مندرجہ ذیل میں عن جابر قال قال صلیت مع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ فلما انصرف اتی بکبش فذبح لہ
 قال بسم اللہ واللہ اکبر اللہم هذا عنی وعن لہ یفصح من امتی دعا
 احمد بن حنبلہ (ی) اپنے جابر فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پیچے نماز عید النہی کی پڑھی۔ پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے پاس
 نہ لایا گیا پس کو اپنے ذبح کیا اور یہ کہا کہ ذبح کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور
 اللہ بہت پڑا ہے۔ اسے اللہ میری طرف سے اور اس شخص کی طرف سے جو جبرے
 ہی امت سے ذبح نہیں کیا۔ دوسری حدیث عن علی بن ابی حمزہ عن ابی رافع
 عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا ذبح شاة یقول کتبہا عنی وعن امتی
 اب قرمانی کا ارادہ کرتے تو دو دہنے ذبح بیگون والے خریدتے۔ پس جب نماز عید سے
 رخصت ہوتے تو اول ایک کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور وقت ذبح کے یہ پڑھتے
 اللہ یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے جس نے کلمہ توحید اور میری رسالت کا
 اقرار کیا ہے۔ پھر دوسرا ذبح کرتے ہوئے یہ فرماتے یہ مجھ سے اور میری تمام اہل بیت
 کی طرف سے ہے پھر کئی سال تک بنی ہاشم نے قرمانی نہیں کی۔ کیونکہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف سے کفایت کر دی تھی ورنہ حدیث کان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم تقبل من محمد و آل محمد وعن امة محمد
 قرمانی کا عدم وجوب ان حدیثوں سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ ظاہر ہے کہ انھیں
 اللہ علیہ وسلم کی قرمانی اپنی امت اور اہل بیت کی طرف سے کافی کفایت کرتی ہے
 اس شخص کو جس نے قرمانی نہیں کی خواہ وہ ذبح کرتا ہو یا نہ ذبح کرتا ہو

۱۰۱
 قرمانی کا عدم وجوب

ذالک من الفضائل اور جن کا ایک مصال بھی کہ معظم میں ہے اور جو صاحب اجتہاد و فتاویٰ و صاحب
 مذہب بھی ہوئے ہیں انکے نزدیک قریبانی مستحب اور سنت ہے وہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً
 نقل کرتے ہیں قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت بركنيتي الشئ ولم تؤمروا
 بهما امرت بالاشئ ولم تكتب عليكم لئنه ان حضرت صلى الله عليه وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے
 قریبانہ کا حکم ہوا ہے اور تم پر فرض نہیں کی گئی جس سے معلوم ہو کہ قریبانی فرض یا واجب نہیں
 دوسری بات میں سے قریبانی کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے وہ ہے جس کو حدیث ابو یعلیٰ اور بزاز
 اور حاکم نے بیان کیا ہے الفاظ اس کے یہ ہیں ثلاث من علی قرآن من وکم تطوع النحر
 والوفاء لکعتی الشئ یعنی رسول مقبول صلى الله عليه وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جو مجھ پر
 فرض ہیں اور تم پر نقل اور مستحب۔ قریبانی اور نماز وتر اور دو رکعت شئ کی۔ اسی طرح سنن
 دارقطنی میں یہ حدیث موجود ہے علاوہ۔ بی بی صحیح ترمذی ۱۹۵۵ ج ۱ ص ۱۹۵ ص ۱۹۵ ص ۱۹۵ ص ۱۹۵
 ہے اور دوسری کتاب ہے کہ اس سے اصل سے حل اعتق اہل العلم ان الا حجة تلیست
 واجبة وکمنا سنة من سنن رسول الله صلعم مستحب ان یعمل بہا وہو
 قول سفیان الثوری وابن المبارک یعنی عمل اس بات نزدیک اہل علم کے کہ قریبانی
 واجب نہیں دیکھتے ان حضرت صلعم کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے مستحب کہ یہ عمل کیا جاوے
 مانند اس کے اور وہ قول ہے سفیان الثوری اور ابن مبارک کا اور نووی مرزا اسیرت صاحب
 اذیتر اعتبار کرزن مگر وہی کم نمبر کے پرچہ میں لکھتے ہیں کہ قریبانی واجب نہیں انتہی
 بعد یہی مذہب ہے جمہور علماء اسلام کا قال الشوکانی فی البیّن وقد تلیت بحمدہ فی
 باب و ملود فی معانہا من قال ان الا حجة غیور واجبة بل سنة من
 الجموع و صنف قال یحییٰ ابوبکر و عمر و بلال و ابو مسعود البدر و مسیب
 بن المسیب و علقمہ و الاسود و عطاء و مالک و احمد ابو یوسف و اسحاق
 و ابو ثور المنذری و ابن المنذر و داؤد و غیر ہم و کن احادیث ابن عباس
 و ابن مسعود و عن اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عن الشافعی و محمد
 یعنی کہا اہم شوکانی ج ۱ نیل الاوطار میں جو اٹھ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب ہے فیما حدیث میں
 اور کتب خانہ حنفی میں موجود ہے کہ جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے کہ قریبانی واجب نہیں اور انکا
 تک چند حدیثوں سے ہے جن کا ذکر باب ما اخرجہ فی عدم وجوبہا بتفحیہ رسول اللہ

طرف سے بکری کی قربانی کیا کرتے تھے (وہ مکہ کی) اور اسی کو کافی سمجھتے تھے پھر اس میں
 اس نے تحریک اور زیادتی شروع کر دی۔ بلکہ ایک صحیح حدیث میں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم
 نے فرمایا ہے نعمت الالهیۃ الخبز من الضان ترجمہ اچھی قربانی خدشہ کی ہے ضان
 کا ایک برس کا دنبہ یا چترہ۔ اس حدیث میں بھی اپنے قربانی گائے کی تعریف بیان
 کی۔ بلکہ دنبہ یا چترہ کی قربانی کی فضیلت بیان فرمائی نکلیں اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے
 دل صلعم کے نزدیک گائے کی قربانی فرض یا واجب ہوتی (جیسا کہ بعض کا خیال ہے) تو
 دل مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اس کو حضور کرتے اور اپنی امت پر ترغیب دیتے ہوئے
 بھی قرار دیتے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیحہ اللہ کی بجائے گائے قربانی ہوتی
 بیشکی ذنبہ کھی الحلال اندلیس کن الک فثبت ان ذبح البقر لیس بواجب و لیس
 افضل من غنیمۃ۔ مولانا عبدالحی مرحوم مکہ منوی نے حشہ مجموعہ فتاویٰ میں لکھا ہے
 اونٹ کی قربانی گائے کی قربانی سے بہتر ہے اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ گائے کی
 قربانی کرنے میں دین کا کوئی فتور و نقصان نہیں۔ علیہ

اور روشنی کی طرح معلوم ہے کہ ایام گزشتہ میں جب کہ اہل عرب و اسلام نے
 اپنے کابل جو گورنمنٹ آفیس کے بڑے بیڑے خواہ تھے اور جنہوں نے قدر ان بھگ پور
 میں انگریزوں کی کمال مدد کی۔ اور مخالفوں کی پورش سے سرحد کو محفوظ رکھا۔ فرشتہ ہوتا
 ہر قطعہ پر جب پہلی نشر لائے تھے چونکہ عید البقر کا وقت تھا اس لئے انہیں لگانا
 نے آپ کے لئے بہت سی گائیں قربانی کے لئے جمع کر دی تھیں۔ آپ کو جب خبر ہوئی۔ تو
 اپنے گائے کی قربانی سے منع فرمایا اور دونوں۔ چھتروں کی قربانی کو ترجیح دی نہ صرف
 بلکہ ان البقر کا کھانا کی بلکہ چھوٹا جان کی ہمدردی و اتحاد کو نظر رکھتے ہوئے اور انکی دلآزاری
 محسوس کرتے ہوئے بڑے تدبیر سے فرمایا کہ میں ہندوستان میں کسی اہل وطن کی دلآزاری

میں دیکھا کہ ان کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت تھی

میں دیکھا کہ ہندوستان کو معلوم ہے کہ اسلام کی بنیاد پر پانچ چیزوں پر ہے کلمہ توحید کا اعلان ہونا
 اور قرآن کریم کی قرض جان کر پڑھنا اور حج کو فرض جاننا اور زکوٰۃ کو فرض جاننا
 اور نماز کو فرض جاننا۔ ہندوستان کے ہندو سے عرض جان کر کہیں جیسا کہ مشکوٰۃ وغیرہ میں مذکور ہے
 کہ ہندو سے جس کا کھانا کھانا کو انکا رہنمائی ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر سے ہندو اگر گائے
 قربانی اصول اسلام میں داخل ہوتی تو اس کا ذکر ہر جگہ ہندو میں ہوتا ہے
 ضرور ہوتا۔ حالانکہ ہندو میں ہمارا علم رہنمائی کرتا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے

اسلام و معاہدات اہل اسلام کردہ مشہور، تاہم اسلئے اتفاق دامن مقدمہ اصلی راہ چنگ
 آوریم فلہذا دوسری فرصت نمازک ماعلیہ و اتفاقان صائبہ اللہ مجتہد سلطان طرار
 المحل ثانی بنا بر مصحت وقت بیگویم کہ ہر مردم مسلمان بجا کا ایک اہل ہندو معاہدات اہل
 اسلام بیباستہ ذبح گو سفند را بر ذبح گاؤں و قربانی اختیار کنند: الفت قلوب ایر طالعہ
 معاہدین اسلام را حاصل کنند۔ شہر غا بہتر و افضل است و گہگاہ ہم نمیشوند۔ اسے مسلمانان
 داہل ہندو و معاہدین اسلام بدائید و آگاہ باشد کہ اتحاد و اتفاقا ماد رشا یا یکدیگر سبب
 بجات ہمہ ماست۔ بپنہ غفلت را از گوش خود دور کنید۔ حق جل ذکرہ ما و معاہدات را از حق
 رفیق و نعمت اتفاق حاصل کند۔ بالبی و الہ الامجاد اسلام علی من اتبع الہدے۔ تجربہ امام
 جب ۱۳۳۰ مطابق ۱۲ شہر ۱۳۰۹ ہجری دستخط جناب نصابی ہمراہ (قاضی القضاۃ صاحب ادب و باقی
 دلی حکمہ شرعیہ کابل و علماء میزان تحقیقات شرعیہ و باقی طالعہ امام ہدے مساجد شہر و اطراف
 جمیع خدمت گزاران در عیال سے صادق دولت عتوہ مقفلہ افغانستان از حضور ہمالیونی امام
 احکام فرمودہ میشود کہ بقرا از فتوے جناب غفلت مآب (قاضی القضاۃ) دلی حکمہ شرعیہ
 علماء مسکوہ دار السلطنت کہ قربانی گو سفند نسبت بقربانی گاؤں افضل است۔ بعد البقر
 اسے اوشان قربانی کردن آگاہ و از حضور موقوف و متروک فرمودہ شد۔ ابرا کہ دفعہ ۱۰ بلا حظ
 حضور رسیدہ (۱) طوائف اہل ہندو ہندوستان در مسائی ہمیر مسلمانان انجا صدائے
 آگاہ و یک جہتی را ملکہ کردہ و انھما ہمدردی را نمودہ اند۔
 (۲) در امور زراعت و کشت ہندی رعایا از قربانی نمودن گاؤں ضرر کللی علیہ میشود۔ بنا بر
 فتوے شرعیہ و لحاظ و دفعہ فوق پرچہ احمدی در قربانی کردن گاؤں مبادرت و اقدام نورزد
 (امیر امان اللہ)

شر محمد بعد الحمد والصلوۃ رب سکون میں رہنے والے مسلمان اور حضرت خیر البشر کے بنیاد یافتہ
 دین قدیم کے فرمان سے مجھی نہیں ہے کہ اس زمانہ میں جو قیامت کے قریب کا زمانہ ہے
 دین اسلام کے دشمن رات دن ہر وقت ہر لحظہ دین اسلام اور اس کے معتقدوں کے
 قلع قمع کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہاں ہم مسلمان غفلت کے خواب میں
 دہستے ہوئے اور اپنے آپ کو دشمن کے مکر سے محفوظ جانتے رہے کیا پیش آیا۔ کیا واقعہ ہوا کہ
 ہاں اسلام جو ابتدا سے زمانہ میں روز بروز ترقی کرتے چلا رہا ہے۔ یہ عین گذشتہ کہ ہندو
 ہوئے ہیں اس بھری دنیا میں کوئی بھی ایسا یہ نہیں ہوئے۔ اس سبب یہ پرتال کر کے اس کے

کے لئے نہیں کیا جو محبت اور پیار کے لئے آ رہیوں اور ساتھ ہی یہ فرمایا ہے
 ما برائے عمل کردن آیم یعنی میں نے ہر اسے فضل کردن آیم
 کیونکہ مسلمانوں کے حقوق شرع اسلام میں بہت سے آچکے ہیں اور ضروری اور لازمی سمجھے گئے
 ہیں افغانستان میں ہندوستان دونوں بھائیوں کی طرح آباد ہیں وہاں غیر قرآنی پر کوئی
 ضاد نہیں ہو سکتا کہ وہاں گائے کی قربانی جو مفید جانور ہے نہیں ہوتی بلکہ دنبہ۔ چترہ بکرا
 کی ہوتی ہے لہذا میں گائے کی قربانی پسند نہیں کرتا اچھے امیر مرحوم کے اس قول و فعل سے بندہ
 صاحبان بہت خوش ہوئے بلکہ وہ مسلمان جو اسلامی ہمدردی اور ملکی غیر خواہی کو مد نظر رکھتے
 ہیں اور ملک کی حقیقی ترقی اور پیروی کے خواہان و جریان میں وہ بھی امیر مرحوم کے اس قول
 و فعل کو نظر احسان دیکھتے ہیں اور مرعوبہ کہ یہ اتفاق و اتحاد کا نعم جو امیر صاحب
 مرحوم نے دیا تھا اس کی ایساری و تحفظ و نشوونما کی بڑی ضرورت تھی اور وہ انہیں کے وارث
 و جائے نشین کے دست مبارک سے ہونی چاہیے تھی لہذا امیران الدفان صاحب غازی سلام
 و نائب خلیفہ المسلمین والے سلطنت خداداد افغانستان خلد الملک و شوکت نے اس کی ایساری
 یوں فرمائی کہ علماء و مشاہدہ افغانستان سے انسداد گاوکشی کے متعلق ایک فتویٰ شرعی میکاشیح
 کر دیا جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں عور سے ملاحظہ اور توجہ سے معائنہ فرمائیں وہو ہذا
 بعد الحمد و الصلوٰۃ سلمانان ریح سکون و طمأنینہ دین قدیم مصون حضرت خیر البشر
 راضی بیعت کہ درین ایام قریب یوم قہام اعدائے دین شب و روز ہر لمحہ ہر لحظہ در قطع کشت
 دین و اہل آن کو شہید و میکوشند و مسلمانان در خواب غفلت غمزدہ۔ (ذکر و تمنی بجز خود را
 این و انہم کیا چو پیشی شد کہ اہل اسلام در ابتدا روز بروز ترقی یو۔ و سالہا میشود کہ وہ
 تیزل آورد۔ ایچ کسے دریں جمع کثیر پیدا شد کہ تحقیق سبب آن را کردہ درجہ آن کیونکہ
 حضرت رب العالمین بر اہل صدر اول اعظم و اعلیٰ خود را کہ عبارت از اتفاق است
 ثابت نموده بطریق منت نزول فرمود کہ هو الذی ایڈلک بشخص کا دیا المؤمنین
 و ان بین قلوبہم لواء الفت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبہم
 پس آشکارا کر دیا کہ ترقی ایک ایشان را دست۔ پیدا بہ سبب و مصدر اتفاق بود۔ چون درین
 ان بر خلاف آن عمل کردہ برخلاف یکدیگر شدیم۔ چہ بہت ظلم مکنان و انگشت نمائے
 بیخود و ناسویم۔ پس لازم و واجب است کہ تہجد و تہجد قائم تارخ اختلاف از کل اہل

ان کے کہنے کوئی مزاج نہ ہو گا میں اپنی پھیڑ دی جائیں کہ وہ خود میرا جی، اگر کوئی اس باب
 میں مجبور کرے تو ایک سو روپیہ جرمانہ کیا جائیگا۔ تحریر محمد امجد علی رشتہ شمس۔
 امیر امان الدہ ریاست ۹ جون ۱۹۱۹ء) یہ ہے مراعات خیرات کی صورت ایک دفعہ باقی
 اور بھی بہت سے مراعات امیر صاحبہ کابل نے ہندو رعایا، خاصہ مسلمان کو عطا کی ہیں
 سب سے بڑی رعایت یہ ہے کہ اپنی رعایا کو جس میں مسند اور مسلمانوں کو شامل ہیں
 سلف گورنٹر ہومہد دل عطا کیا ہے۔ چنانچہ اپنے فرمایا کہ جلال آباد احمد غزنی و قندھار میں
 ہندو سے ایک ایک شخص مجلس شوریہ (پارلیمنٹ) میں داخل کئے جاویں۔ چنانچہ کابل میں
 انتخاب عمل میں آچکا ہے یہ ہی عین باب امیر صاحبہ محمد صالح کے ملاطفت خسروانہ جس کی
 نظیر ملتی مشکل ہے۔ خصوصاً افغانستان جیسے خالص نہ سبھی مملکت میں اس قسم کی ہدایتوں
 کا ظہور میں آتا اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور اس کے فضل و کرم کا درخشاں اور بین ثبوت
 ہے اللہ عز و جل و علیہ السلام قدس سرہ کا فتوے ہی آپ کی پیش
 نظر ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ گائے کی قربانی کی بجائے دنبہ، بھیر، بکرہ، چھترہ یا اونٹ
 کر لیا جائے تو بہتر اور جائز ہے پس اگر قربانی گائے کی فرض یا واجب ہوتی تو علماء
 افغانستان و شیخ الاسلام قسطنطنیہ و خلیفۃ المسلمین سلطان روم و امیر المومنین
 و نائب خلیفۃ المسلمین امیر امان الدہ خان صاحب قربانی گائے کی کیوں نہ کرتے۔ تو
 معلوم ہوا کہ گائے کی قربانی نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے۔ قرآن مجید کی روشن تعلیم
 نے گائے کی قربانی پر کہیں بھی زور نہیں دیا۔ دیکھو سورہ حج میں قربانی کے متعلق یہ
 آیا ہے والید و حیلثا لکم من شعایر اللہ لکم فیہا خیر فلذکر و اسم اللہ علیہا
 صواف۔ اس آیت میں لفظ والید، فرمایا جس کے معنی اونٹوں کے ہیں والید بن
 جمع بدنتہ دبی۔ الابی (تفسیر جلالین) والید بن جمع بدنتہ حبیب بدنتہ لفظہا و منھا متنا
 یہ الابی الاعظام الصحاح الاحجام (معالم التنزیل) کن اقال الاہم احباب
 اللغۃ مالی بن اعویب الامام الشافعی وغیرہ من الایام۔ غرض کہ اکثر مشیرین
 و محدثین و ائمہ مجتہدین و ائمہ لغت کا یہی قول ہے کہ کن اونٹوں کو کہتے ہیں مالہ

ساتھ کے لئے کوشش کرنا حضرت رب العلیین نے اہل صند اول اعظم لکھا اور اہل اللہ خود
 کو جس سے مراد اتفاق ہے غایت فرمائی اور یہ حکم تہوں فرمایا هو الذی یدلک مبصر
 وبالہودین والفت بین قلوبہ لعلہ لو انقضت ما فی الارض جمیعاً ما
 انقضت بین قلوبہم اس اتفاق کا مبادیہ صند تہیں اس زمانہ میں جب اس کے خلاف
 عمل کیا گیا تو ہم ایک دوسرے کے برخلاف ہو گئے ایک دوسرے سے بچھٹ گئے پھر کیا وہ
 ہے کہ فیرون کی طاقت کا نشانہ کیوں نہ بنیں اور بنی فراعنہ انسان کے انکشت نہ کیوں
 نہ ہوں پس لازم و واجب ہے کہ کوشش کریں جدوجہد کریں تاکہ تمام اہل اسلام اور
 ان کی مدد کر غیروں میں سے اختلاف کو اڑا دیں مخالفت کو دور کر دیں تاکہ اتفاق کے
 ذریعہ سے ہم مقصد اصلی تک پہنچ سکیں اور واسن مراد کو پکڑ سکیں پس اس نازک
 وقت میں ہم علماء افغانستان رضا بنی اللہ بحفظ سلطانہا عن طودانی الحدیث
 مصوت وقت کی بنیاد کہتے ہیں کہ اگر مسلمان اسوجہ سے کہ ہندو اہل اسلام کے معاون و مددگار
 ہو آرتے ہیں بکری کی قربانی کی جگہ اس لئے اختیار کر لیں کہ ان مددگاروں کے گروہ کے قلوب
 کراہت و اہل ہو جائے تو شرعاً بہتر و افضل ہی ہے اور گنہگار بھی نہ ہو گئے۔

اے مسلمانو! اے ہندو جو اسلام کے مددگار و معاون ہو جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ ہمارا تمہارا
 ایک دوسرے سے اتفاق ہم سب کی نجات کا باعث ہے غفلت کو چھوڑ دو۔ اور گاؤں سے
 غفلت کی ررئی نکال دو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ہمارے مددگاروں کو توفیق رفیق و نعمت
 اتفاق بخشنے والا ہستی و آلہ لا حجاب و اسلام علی من اتبع الهدی ارجو اللہ
 ہے غزوے امیرامان الدخان صاحب غازی اسلام اور علماء کابل کا قربانی کا کیا غلات
 اس کے بعد افغانستان کے ہندو صاحبان نے چند ضد اشتین امیر صاحب مدد و مدد کی
 خدمت عالی میں پیش کیں اس میں سے پانچویں عرضہ اشت یہ ہے کہ اگر کوئی گائے
 بیمار ہو جاتی ہے تو ہم اپنے مذہب کے مطابق ان کو ذبح نہ کیا کرتے بلکہ چھوڑ دیتے ہیں
 کہ خود مر جائے بعض آدمی دیہاتوں میں ایسی گائوں کو اپنی سبابت پر نہیں چھوڑتے
 امید ہے کہ مات کو تنبیہ کی جائیگی اس کے جواب میں حکم ہیلوئی یہ صادر ہوا کہ حکم دیا جاتا ہے

ابن مسعودؓ کی مستدرک میں ہے اور پانچویں حدیث حاکم کی اور چھٹی حدیث ابن جان کی
 الی مسعود سے جو جن سے ثابت ہوتا ہے کہ گائے کے گوشت میں بیماری ہے اس کو نہ کھانا
 چاہئے انتہی مافی حیوۃ الجوان۔ گائے کے گوشت سے بچھڑی حدیث نہ صرف حیوۃ الجوان
 میں ہے بلکہ منذ امام الائمہ سراج المائمہ حضرت امام عظیم ابو حنیفہؒ کے حاشیہ پر تصحیح کجی
 سے جس کو شک ہو کتاب نکاحک لکھ فرمائیے یہ کتاب علم حدیث میں بہت اچھی ہے اور امام
 حلیؒ الشان کی سند ہے علی ہذا القیاس۔ موطا امام مالکؒ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ کا قول
 موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ایاکم واللحم لیس گوشت سے جس سے مراد گائے کا گوشت

صحیح بخاری

(ہے) بکو۔ کیونکہ حاکم کے گوشت میں بیماری ہے جیسا کہ حدیث مرفوعہ میں آیا ہے (صحیح بخاری)
 تو گھیراں ہو گئے کہ ہم نے یہ حدیثیں جس میں گائے کے گوشت سے منع کیا گیا ہے کہاں سے
 اخذ کی ہیں کہ مسلمان ہو کر اس سے کیوں منع کرتا ہے لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ہماری
 ان تک کو شش اور مطاہرہ کا نتیجہ ہے علم حدیث ایک وسیع علم اور سمجھنا غار ہے غوطہ کھانی
 سے اور محنت کرنے سے بفضل خدا قیمتی موتی حاصل ہو سکتے ہیں۔ کنارے پر بیٹھ رہنے سے
 کچھ نہیں ملتا من طلب و جدو جد یعنی جو بندہ یا بندہ شل مشہور ہے جوٹی حدیث یا غلط سند
 بیان کرنے میں جو حدیث کتب شرع میں موجود ہے اس کا علم ہم کو بخوبی ہے۔ قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی معتد فلیتبعو معتدہ من النظر لئلا یثبت فیما یقول مقبول معلوم فرمائیے
 جس شخص نے جھوٹا روایت کیا اس نے اپنا نام کا نام جہنم میں بنایا۔ ہذا ہم جناب مولانا
 پارس طبع بتان باندھ سکتے ہیں۔ تعوذ باللہ من علم لا ینفع ومن قلب لا ینفع ہمارے پاس
 اس کا کامل ثبوت ہے چنانچہ تمام اوپر بحوالہ کتب مذکورہ لکھ چکے ہیں اور ذیل میں مزید اطمینان
 کے لئے امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب جامع صغیر سے اور اس کی شرح عزیزی مصنف
 شیخ علی بن شیخ عزیزیؒ کی جلد ثانی میں عبارت نقل کرتے ہیں۔ امید ہے کہ نصف
 مزاج و طالب حق کے لئے اس قدر کافی ہو گا اور متعصب اور مشد کے لئے غیر خواہ کہتے ہیں۔

دفعوں کے دفع کو کر دیکھا دیئے جائیں راہ حق وہاں کی طرف نہ نہیں آتے نہ
 اور مہذب مکت مشین نادان بگوی آیش باز سیم در گوشہ ہر حال جامع صغیر اور اس کی شرح ملبورہ عمر کی
 عبارت نقل کرتے ہیں تا پھر مگر معترضین اپنا بخوبی اطمینان کر لیں جو ہر ہذا

کھایا کرو اس میں بیماری ہے صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے
 ہے مومنوع اور چوٹھ نہیں اگر کوئی شخص اس حدیث کا چھوٹا ہونا ثابت کر دیوے تو ہم
 اس کی شکر دینی کریں گے اور یہ ریلو اخبارات اس کا اعلان یہی کرینگے۔ اٹھانے لکھا ہے
 کہ گائے کا گوشت دیرمضم اور غلیظ ہے خون سوداوی و امراض سوداوی پیدا کرنا ہے سلطان
 جو ایک قسم کا ہلک بھوڑا ہے جذام ورم تلی۔ دارالغیل رنڈ لیولہ کا ہونا۔ فارش۔ داد
 بالیو یا۔ قفقان۔ چوہتیہ۔ بخار۔ بہن۔ برص۔ عرق النساء۔ وجع المفاصل۔ ضعف جگر
 نفرس۔ استسقا و یا نزلہ یخ۔ انفلاز و اذات الجنب و آتشک و ضعف دماغ و زک و زکام
 بستی اعصاب و نامردی وغیرہ اس سے پیدا ہوتے ہیں ردیکو مخزن الادویہ و قانون شیخ
 بوٹلی۔ و زاد المعاد و محیط اعظم وغیرہ ہمارے شفاخانہ تحقیقی امرت سکڑہ گنبدوں
 میں امراض مذکورہ بالا کے بہت سے مریض دیکھے گئے جو یہ سبب کھانے گوشت گائے
 کے مختلف امراض میں مبتلا ہے ہم نے اس کا علاج استفادہ و تنقیہ و تعدیل سو مزاج وغیرہ سے کیا
 بعد شراب پیتے ہیں اور شراب اس کو مضم کرتی ہے۔ مگر جب کہ شرع اسلام میں شراب
 خلعا حرام ہے تو گائے کے گوشت سے کیونکہ پرہیز نہ ہونا چاہیے لہذا ابراہان اسلام
 کو چاہیے کہ بحیال قفقان صحت اور ابتداء حدیث بنوی اور مہردی و اتفاق وغیرہ
 کے گائے کے گوشت سے بچیں اور نہ بہت سے امراض میں مبتلا ہونگے یہی وجہ ہے
 کہ اس کامل بنف شش و حکیم و لا ائمہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
 روحانی طبیب ہونے کے علاوہ جسمانی امراض کے طبیب بھی تھے، اس کے کھانے سے
 صرف منع فرمایا بلکہ خود بھی نہیں کھایا۔ مولانا مولوی عبدالحی صاحب مرحوم حقی کہنے
 نے مجموعہ فتاویٰ کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گائے کا
 گوشت بالخصوص کھانا ثابت نہیں ہو سکا بدعیہ فعلیہ البیان، اس میں فتاویٰ
 عالمگیری میں لکھا ہے دواوی ان اشتری بقرة لجميع سالہ فی فی اہل عتبات
 دہم تمنا لودنتہ فالوجبتہ جائزہ یا لثلت خلاف دشتوری بالثلت شافہ
 دینے بھاءند۔ بچے اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد میرے تمام مال کی

اس کا علاج استفادہ و تنقیہ و تعدیل سو مزاج وغیرہ سے کیا
 بعد شراب پیتے ہیں اور شراب اس کو مضم کرتی ہے۔ مگر جب کہ شرع اسلام میں شراب
 خلعا حرام ہے تو گائے کے گوشت سے کیونکہ پرہیز نہ ہونا چاہیے لہذا ابراہان اسلام
 کو چاہیے کہ بحیال قفقان صحت اور ابتداء حدیث بنوی اور مہردی و اتفاق وغیرہ
 کے گائے کے گوشت سے بچیں اور نہ بہت سے امراض میں مبتلا ہونگے یہی وجہ ہے
 کہ اس کامل بنف شش و حکیم و لا ائمہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
 روحانی طبیب ہونے کے علاوہ جسمانی امراض کے طبیب بھی تھے، اس کے کھانے سے
 صرف منع فرمایا بلکہ خود بھی نہیں کھایا۔ مولانا مولوی عبدالحی صاحب مرحوم حقی کہنے
 نے مجموعہ فتاویٰ کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گائے کا
 گوشت بالخصوص کھانا ثابت نہیں ہو سکا بدعیہ فعلیہ البیان، اس میں فتاویٰ
 عالمگیری میں لکھا ہے دواوی ان اشتری بقرة لجميع سالہ فی فی اہل عتبات
 دہم تمنا لودنتہ فالوجبتہ جائزہ یا لثلت خلاف دشتوری بالثلت شافہ
 دینے بھاءند۔ بچے اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد میرے تمام مال کی

حکیم بابان البقر فانیازم زای تجع (من اشجر کله) یحتمل ان کیون المراد من شجرها
 ذالک حتی لو انکانت نوحا و احد اکابر سم کان فیہ النفع ایضاً و هو ای اللبن اور شرب
 البان ردوا من کل دار (یا سپہ را بن عسا کر عن طارق) بالثقاف را بن شهاب (علیکم
 بالبان البقر فانیازم من کل اشجر و هو شفا من کل دار) لیقبل العلاج بہ رک من ابن
 مسعود علیکم بالبان البقر فانیازم و اساتہا بالجر (فانیازم شفا) من کل دار و من
 البقر المعز اذا شرب مع احسن نفع من شرب ولم یقتل و من لدغ الحیات الثعالب
 (وایاکم و لحوہا) ای احدزوا اکثہا فان لحوہا ماء ابن السنی و ابو نعیم ک عن ابن
 مسعود قل الشیخ حدیث صحیح (علیکم بالبان البقر فانیازم شفا) سہما و اور نہ ادا
 ابن السنی ابو نعیم عن مسیب الرقی خلاصہ یہ کہ یہ حدیث حسن میں اس کے گوشت
 کھانے کی ممانعت اور دودھ اور کہن کھانے کی اجازت دارد ہے صحیح ہے
 اب کہاں ہے مولوی قتادہ صاحب امر شری اور مولوی عبدالصاحب سہاس اوپر
 دیکل اور اوپر صاحب اخبار الفضل۔ اخبار قادیان آفتاب لاہور جو م سے کسی نہایت
 میں اس حدیث کی صحت کا مطالبہ کرتے تھے وہ شرع جامع صغیر مطبوعہ مصر لکاکر دیکھیں
 اور اپنی تسبیح کہیں۔ قال الامام السیوطی فی اول الکتاب (ای الجامع الصغیر) ان الکتاب
 روایت فیہ من اعظم النبویۃ الی و من احکم المذہب فوفیہ صوفی اقتصر فیہ علی الاحادیث
 الوجیزۃ و مختصر فیہ من معادن الاثر لم یجدہ و یافت فیہ فی تحریر التخریج فتحرکت اختصر
 و احدث اللباب و صفۃ عائذ و چ و نافع او کتاب۔ یعنی امام سیوطی جو بڑا فاضل اور صاحب
 نقایص کثیرہ کا نگار تھے اس نے جامع صغیر کی اجزائیں لکھا ہے کہ اس کتاب میں
 میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات اور احکام کئی ہزار جمع کئے ہیں اور ہر نوع
 اور چھٹی حدیثوں کو اس میں داخل نہیں کیا اور تحریر تخریج میں بہت کوشش کی ہے پس
 چمکہ کو میں نے چھوڑ دیا اور غرض گو دے کہ بیکر اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ انتہی۔ اس سے
 مخرج بر گیا کہ حدیث علیکم بالبان البقر و اساتہا وایاکم و لحوہا فان البان ماء اساتہا شفا
 و لحوہا دار یعنی گاسے کا دودھ اور کہن کھا کر اس میں شفا ہے اور گوشت مت

اس کا اظہار کر س ضرور ہے۔ قال فی الصورة المحترمة لایتماکم اللہ عن الذین
 لہدقیا ملوککم وکم یخیر جو کہ من دیار کہ ان بتہر یا ہم و تقسطو الیہم ان اللہ
 یحب الملکستطین یعنی منع نہیں کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں ملے تم سر بیچ
 دین کے اور نہیں نکالا تم کو گھروں سے یہ کہ تم ان سے احسان کرو اور انصاف کرو ان کو
 تحقیق اللہ دست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔ اب ہم ان لوگوں سے دریافت
 کرتے ہیں جو ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں نہیں وہ ہم کو بتادیں کہ ہندوستان کے ہندو
 و سکھ صاحبان نے ہمیں گھر سے کب نکالا ہے یا ہم سے کب جنگ کیا ہے یا ہمارے
 مقامات مقدسہ پر کب قبضہ کیا ہے ہمیں ہرگز نہیں بلکہ ہمیشہ سے دونوں قوموں کا چھوٹی
 دامن کا ساتھ رہا ہے شادی دہمی میں شریک رہے ہیں ہمارے پڑوس میں آباد
 ہیں صدیوں ضروریات دینی و دنیوی ان کے ساتھ دالبہ ہیں و ملن ایک ہے ان کا
 اور ہمارا خون ایک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنی دیوار کی چیت
 بلند کرنی چاہو تو ہماری سے خواہ وہ کسی مذہب کا پیرو کار ہو دریافت کر لو۔ اگر اجازت
 دے تو بلند کرو حد نہ مت کرو۔ دیکھئے بانی اسلام صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کو ہمایوں کی
 غار و عمارات کس قدر مطلوب تھی کہ جس کا ٹھکانا ہی کوئی نہیں۔ ایک معلوم ہو گا
 کہ شریعت نے ضرورت زمانہ کا بہت لحاظ کیا ہے چنانچہ صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی
 نے ایسے مشکل شرائط منظور فرمائے کہ جن کو حضرت عمرؓ جیسے فاضل با وفادارانہ شہد
 صحابی بے سافہ زبان سے بول اٹھے لیو فاعطی الذین فی دیننا ایسے ہم مسلمان ابو
 دین میں ایسی ذلت کیوں پسند کریں۔ مگر آنحضرت صلی نے اس بات کی کچھ پروا نہ کی
 اور ضرورت زمانہ کے مطابق حکمت کے ساتھ مخالفوں کی سب باتیں منظور فرمائیں۔ پھر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ضحیا جیسے سوال پر فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ کو گرا کر حلیم کو
 اُس کے اندر شامل کر لینا مناسب نہ سمجھا حالانکہ ایسا کرنا جائز تھا۔ تنقید میں۔ فقہا اسلام
 نے عورت مفقوہ الخمر کی عدت نوے سال مقرر کی تھی، مگر اب سرآمد علماء متاخرین قر
 محققین حنفیہ مولانا مولوی عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی وغیرہ نے انصاف فتوے لکھ دیے۔

صحابہ خدیجہ کے قربانی کیجائیں۔ اس کے بعد وہ موسیٰ مرگیا اور وارثوں نے وصیت کو
 جائز نہ رکھا تو وصیت ثلث میں جائز ہو گئی۔ اے گائے کے بکری خدیجہ کے قربانی
 کی جائے گی اگرچہ اس وصیت کے اجرا میں اجازت وارثوں کو ہی داخل ہے۔ اگر
 گوشت اس کا بیماری پیدا کرنا اور قربانی اس کی فرض واجب ہوتی تو موسیٰ کی وصیت
 کے مطابق تیسرے حصہ مال سے گائے خدیجہ کے قربانی کی جاتی مع اندلیس کن اللہ
 حالہ کرایا نہیں ہے اور جس حدیث میں گائے کی قربانی میں سات آدمی کے شریک
 ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے قال الحاکم بن ابی خازم بن طویق اسحاق بن جعفر
 لوجالۃ اسحاق بن حکمت للحدیث بالصوت۔ یعنی اس حدیث کو صحیح کہتا ہذا یہ
 حدیث صحیح نہیں اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں صرف بیان جواز کے لیے اپنی
 ازواج مطہرات (امہات المؤمنین) کی طرف سے ایک دفعہ گائے کی قربانی کر لی جیسا کہ
 بعض حدیثوں میں ہے (مسلم مسکن) تو اس سے یہاں ثابت ہوتا ہے کہ چھٹو بکرہ۔ وغیرہ
 وغیرہ حیدرستان میں باغراط دستیاب ہوتے ہیں اور پھر سے کی قربانی کو اپنے افضل
 ہی فرمائیے تو خواہ خواہ ہمایہ اقوم کی دل آزاری کیوں کی جادے ہن کے حقوق جو
 کے شعل حکیم الامیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہے تاکید فرمائی نفسہ صاحب کہ ہندو
 صاحبان نے مسئلہ خلافت میں مسلمانوں کے ساتھ پورا اتفاق و اتحاد ظاہر کیا۔ اور
 ہر تہل وغیرہ میں مسلمانوں کے ہمراہ رہے اور آئندہ بھی ہر حال میں اکابر ہندو جیسی دھرم
 کر چکے ہیں جیسا کہ ہاتا گاندھی جی صاحب و سوامی شروماندی صاحب وغیرہ میل اللہ
 دھرمایان ملک نے ہارنا اس کا اظہار کیا ہے اور تحریری و تقریری و عالی و مقامی طور
 پر حق آشکار کر چکے ہیں اور مسلمانوں و ہندوؤں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں ہن کی ان
 نیکی کو ششوں اور کار آمد ریزہ دلیہ مشنوں کی قوی امید ہے کہ مسئلہ خلافت اسلامیہ
 ترکہ دین مسلمانوں کے مطالبات کے مطابق طے ہو سکے تو کیا ایسی صورت میں ہمارا
 فرض نہیں کہ یہی اتحاد و اتفاق کا فائدہ ان کی طرف بڑھائیں اور ان کے مذہبی جذبات
 و احساسات کو ملحوظ رکھتے ہوئے گناہ گشتی کو محال سمجھ کر چور دین اور علی وصیت سے

اس حدیث کا ادنیٰ اسحاق بن حکمت لوجالۃ

دیکھتے تو تیر اس کی یہ ہے کہ اس کو مال حلال نصیب ہو گا اور گائے کا گوشت حلال اور جاؤ بھون
 ہے اور زخموں کو اچھا کر نیا لایا ہے اگر اس کو جو کے آٹے اور سرکہ میں ملا کر لیپ کیا جائے
 تو خزانہ پر اور اور ام صلبہ اور پھینسیوں اور مسکنوں یعنی قولہ کو زایل کرتا ہے
 اور اگر گوہر کو آب غصیل میں ملا کر لیپ کیا جاوے تو داد اور گنج یعنی قوبا اور سقہ اور
 بالچتر یعنی دوا الشعلہ کو مفید ہے اور خشک گوہر کو باریک کر کے زخموں پر لگا دین
 تو خون کو بند کرتا ہے اور اگر گرم گوہر کا لیپ ہمراہ آب گندنا کے بہن اور غش اور سیاہ داد کو
 حائل کرتا ہے اور آگ سے جلے ہوئے عضو پر لگانے سے فوراً آرام ہو جاتا ہے آبل
 نمودار نہیں ہوتے اور اگر بول مادہ گاؤ کو محل یا رانی میں جوش دیکر عضو فحشہ و دہ کو
 دھوئیں تو اس کا خدر و در ہو جاتا ہے اور مرکی کو اس کے بول میں پیکر کا نوں میں
 ڈالیں تو درد ساکن ہو جاتا ہے اور اگر گوبر تازہ کو سرکہ میں ملا کر سر اور پیشانی پر لیپ
 کیا جاوے تو رومات بند ہو جاتی ہے اور اس طرح گوبر گاؤ سے پانی نکال کر ناک
 میں ڈالنے سے نکیر کا خون بند ہو جاتا ہے اور اگر آرد باقلا میں گوبر ملا کر لیپ کیا
 جاوے تو دم پستان کو دور کرتا ہے اور بڑا مفید ہے اور بول ترکا و کا پینا درد معدہ
 بارد و بلو اسیر خونی و بادی کے لئے مجرب ہے۔ شرع اسلام نے گائے کے بول
 اور گوبر کو نجس نہیں کہا پھر گوہر لگ جانے سے بغیر عمل کے نماز جائز ہے دیکھو صحیح بخاری
 اور اس کی شرح و یاد اور اگر گندہ بک اور لٹو کو گوبر اور سرکہ میں ملا کر استسقا یعنی جلوہ
 میں پیٹ اور ہاتھ پاؤں پر لیپ لگا کر آفتاب میں مرلیض کو بٹھا دے تو مرض
 مذکور کا نام و نشان نہیں رہتا اور اگر جوان کو ایک سالم پھٹے کے بول میں ترکیاں
 اور خشک کر کے باریک کریں اور قدرے قدرے کھایا کریں تو استسقا اور قراقر
 و نفع معدہ و آروغ ترش کو دور کرتا ہے اور اگر گائے کا گوبر پونے دو ماشہ
 ہمراہ سکنجبین ہم تولہ کے کچھ عرصہ تک کھایا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ لمحال خواہ کشتی ہی
 برائی ہو سب نکل جاتی ہے اور اگر سرگین کا لیپ کیا جاوے تو دم معدہ سے
 آرام آ جاتا ہے اور گوبر گاؤ کی دھونی کرنے سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے اور زیر

خزانہ و سر زخموں کا دوا

کہ مفقود البحر کی مدت بجائے ۹۰ سال کے صرف چار سال اور چار ماہ دس دن کافی ہے
 علا علی قول امیر المؤمنین عمرؓ۔ یہ اور اس قسم کے کئی ایک واقعات سے معلوم ہوتا ہے
 کہ وقت اور زمانہ ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اکابروں کو بھی مجبور کر دیتا ہے جیسی تو بر لانا
 روم علیہ الرحمۃ نے صوفی کو ابن الوقت بکچر کیا ہے یہ

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق

نست فردا گفتن از شرط طریق

لہذا اس وقت مسلمانوں کو لازم ہے کہ وقت شناسی اور احکام شرع سے کام لیں اور
 سوچیں کہ ہمارے تعلقات ہندو بیٹیوں کے ساتھ گہرے اور البتہ ہیں کہ کبھی چھوٹ
 نہیں سکتے لہذا ہندو صاحبان کے جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی حدیث اس حوالہ سے حکم من فی السماء یعنی تم جالوروں پر رحم کرو خداوند کریم
 تم پر رحم کر گیا پس عمل کرتے ہوئے گناہ کشی چھوڑ دیں تو ملک کی بڑی خوشحالی کا باعث
 ہوگا ۵

ہیما زار مور سے کہ دانہ کش است

کہ جان دار و جان شیریں خوش است

آپ دیکھتے نہیں کہ گائے بیل کیسے مفید اور کارآمد جانور ہیں صد مانع مان کی ذات
 میں اللہ تعالیٰ نے ولایت کر رکھی ہیں علامہ کمال الدین مرحوم دیر سی حیوۃ المؤمنین
 کے صفحہ ۱۲۹ ج اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ عرب میں دستور تھا کہ قحط سالی کے زمانہ میں
 جب استسقا اور طلب باران کی ضرورت پڑتی تو گھوڑوں کے اوتار یعنی دنبوں کے
 ساتھ بڑی بڑی مشعلیں اور نیران باندھ کر ان کو چھوڑ دیتے تھے اور وہ جنگلوں میں
 پھرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کر دیتا تھا اور بارش شروع ہو جاتی تھی سبحان اللہ
 یہ ہے گائے کی برکت جس کا شمار ہی نہیں ہو سکتا قال اللہ تعالیٰ والافعام
 خلقنا لکم فیہا قدس و منافع (سورہ نمل) اور جس کا لوگ قدر نہیں کرتے گائے
 ایسی بھی چیز ہے کہ اگر خواب میں اس کو فریہ دیکھے تو ملک میں خوشحالی ہوگی اور
 اگر لاغر دیکھیں تو قحط ہوگا کہ ملک میں قحط سالی ہوگی۔ اگر خواب میں گائے کا دودھ

۱۲۹ ج اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ عرب میں دستور تھا کہ قحط سالی کے زمانہ میں جب استسقا اور طلب باران کی ضرورت پڑتی تو گھوڑوں کے اوتار یعنی دنبوں کے ساتھ بڑی بڑی مشعلیں اور نیران باندھ کر ان کو چھوڑ دیتے تھے اور وہ جنگلوں میں پھرتی تھیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کر دیتا تھا اور بارش شروع ہو جاتی تھی سبحان اللہ یہ ہے گائے کی برکت جس کا شمار ہی نہیں ہو سکتا قال اللہ تعالیٰ والافعام خلقنا لکم فیہا قدس و منافع (سورہ نمل) اور جس کا لوگ قدر نہیں کرتے گائے ایسی بھی چیز ہے کہ اگر خواب میں اس کو فریہ دیکھے تو ملک میں خوشحالی ہوگی اور اگر لاغر دیکھیں تو قحط ہوگا کہ ملک میں قحط سالی ہوگی۔ اگر خواب میں گائے کا دودھ

فیذوالبدن ویطلق البطن باعتماد ال دھومن احد الالایان وفضلها
 من لبن الصنان و الملعز فی الرقة والغلظة والوسم۔ یعنی گائے کا دودھ
 بکری دھیرے دھیرے افضل ہے بدن کو فربہ کرتا ہے اور مضدل ہے جس دودھ کے
 ایسے فوائد ہیں اس کی قلت کا یہ حال ہے کہ آج کل روپیہ کا تین سیر نہیں
 ملتا پچھلے دنوں میں نے ایک مریض کو گائے کے دودھ سے ماہ الجھن کرانا تھا
 مگر نیرنگی زمانہ کو ملاحظہ فرمائے کہ گائے کا دودھ میری خواہش کے مطابق نہ ملا بالاخر
 بجائے گائے کے دودھ سے کہ آیا جس سے چندان فائدہ پہنچا میں دعوئے سے کہتا ہوں
 کہ اگر برادران اسلام آج گلو رکشا پر عمل درآمد شروع کر دیں تو خدا کے فضل و
 کرم سے بہت سی خوشحالی ہو جاوے عور کریں کہ گائے بیل ایسا عجیب الخلقہ
 جانور ہے کہ جس نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے چنانچہ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل
 میں لکھا ہے کہ زمین کے نیچے فرشتہ ہے جس نے زمین اور پہاڑوں کو اٹھایا ہے
 اور فرشتہ کے نیچے بیل ہے اور بیل کے نیچے چھتر ہے اور چھتر کے نیچے مچلی ہے
 اور مچلی کے نیچے دریا ہے اور دریا کے نیچے بیج بیجے ہوا ہے والربیع علی مقدہ
 اللہ یعنی دایو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیل نے زمین کو اٹھایا
 ہوا ہے حیث قال وقال الرداة لما خلق الله الارض وقتها حیث من
 تحت العرش ملک الی ان قال فاضط الله علیه من امر دوسرے
 قوس الخ ظاہری معنی اس کے یہ ہے بیل نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے۔ یہ مسلمہ ہندو
 صاحبان کی کتابوں میں یہی لکھا ہے چنانچہ ویکشاستر میں لکھا ہے

नो देहोऽयि पपाद भूमी नैऋति निष्ठा दि
 निर्वीर्योऽयि नोऽयि कः शुक्रः इमं नमः

ترجمہ اگر گائے کا دودھ اس زمین پر نہ ہوتا تو یہاں کی سرشتی کی پیدائش نہ ہوتی
 اور زیادتی نہ ہوتی عور کر کے سوچو کہ بیل کے بیج پر پختوی ہے اور گلو کے
 دودھ سے دنیا ہے۔ دیکھیے کہ روغن کماؤ کس قدر گران ہو رہا ہے الان و لا یحفظ
 غضب کا مقام ہے کہ کہاں تو روپیہ کا ارٹھائی سیر بچتے ملتا تھا اور بار بجے
 کھاتے بیچتے ہو اور تو مند جو ان ہوتے تھے اور کہاں وہ اب تین روپیہ فی سیر کے

ناف لگانے سے اگر بچہ مردہ بھی تو جب پیدا ہی ہو جاتا ہے اور شکم سے باہر آ جاتا ہے
 اور دھن گاؤ اور سرگین گاؤ ملا کر لپ لگانے سے درد نقرس سے آرام
 آ جاتا ہے اور سرکہ اور سرگین لگا کر لپ لگانے سے کبھی اور زہور کے کانٹے سے
 آرام آ جاتا ہے اور پختہ بخار کا مرض اپنے بول کو گاسے کے بول سے ملا کر اٹھ
 اور پاؤں دھوئے تو بخار جاتا رہتا ہے یہ فعل اس کا غذا خاصہ ہے اور اگر گوبرا
 مٹی کو ملا کر گہر کا لپ اور مٹا کیا جاوے تو دبا درد مضیہ اور طاعون وغیرہ نہیں ہوتا
 اور ہوا گندی صاف ہو جاتی ہے یہی وہ ہے کہ ہندوستان میں جب سے طاعون
 نمودار ہوا ہے جو جو اور زمیندار جن کے گھروں میں گاسے ہوتی ہے وہ طاعون اور
 انفلوینزا وغیرہ میں مبتلا کم ہونے اور کم ہونے میں جس سے معلوم ہوا کہ گاسے
 بڑا مفید اور کارآمد میا نور ہے اور اس کا بول۔ عفو مت ہوا کی اصلاح کرتا ہے
 طاعون اور دبا و ہفتہ زائل ہو جاتا ہے اور آپ دودھ کی طرف تو غور کیجئے کہ اگر
 وہ بیادوں کے لئے جو تندرستوں کے لئے فائدہ ہے اور والدہ کے دودھ کے قائم مقام
 ہے اور سریع الہضم ہے نیان۔ بالیو بیا و سوا اس کو دودھ کرتا ہے آنکھوں کی بیماریوں
 کے کام آتا ہے مقوی قلب۔ رافع حقائق ہے س۔ تپ دق میں مفید علاج ہے
 مولہ منی اور بدن کو فربہ کرتا ہے اور ملین طبع ہے بچوں سے بیکر بوڑھوں تک مفید
 ہے الطبا و دہود اکثر صاحبان اس کے فوائد و خوبیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور
 مرلیقوں کو کہلاتے ہیں۔ شب سواح آنحضرت صلی علیہ وسلم کا استحان یا گیا ہے ایک پیالہ
 دودھ کا اور دوسرا شراب کا پیالہ آپ کے پیش کیا گیا حضرت مسلم نے اپنی
 فراست و دانائی سے دودھ کو پسند کیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ جناب الہی کی طرف
 سے آواز آئی کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ شراب کو پسند کرتے تو آپ کی امت
 گمراہ ہو جاتی۔ مگر آپ نے دودھ کو پسند کیا جو دینی اچھی چیز ہے اور تین چیزوں
 سے مرکب ہے۔ دھیت و جنیت و دھیت ہے کما قالوا للبنی مرکب من دھیت
 و جنیت و دھیت۔ امام حافظ ابن قیم زاد المعاد علی شیرکاء کے متعلق لکھتے ہیں۔

نویا شیرکاء

حساب سے ملتا ہے وہ بھی خالص نہیں بلکہ مصنوعی روغن جس میں جری وغیرہ
 ہوتی ہے بازاروں میں بکتا ہے بتلائے کہ ملک تباہ اور دیران نہ ہو تو اور
 کیا ہو چکے کمزور اور ناتوان نہ ہوں تو اور کیا ہو چکے جیسے دودھ اور گھی
 گران ہو رہا ہے تب سے ہندوستان کے باشندے بہت کمزور ہو رہے ہیں
 اگرچہ جیسے ہی حالت رہی تو بوجہ مصروفیت قیاس کن نوکرتان میں بہادرانہ
 بے بہت بھیف اور کمزور پیدا ہو گئے تین ملکوں میں گاؤ کشی کم ہے یا بالکل
 نہیں جیسے افغانستان و ایران دروم و غرب و جاپان و فیروزہ دہاں کے لوگ
 بہت ہی خوشحال اور مضبوط و قوی سیکل ہوتے ہیں اس لئے کہ دہاں دودھ
 اور گھی کا یہ حال نہیں جو ہندوستان میں ہے یہ تمام خرابی اس کی بدولت ہو
 جو آپ اپنے اطفال سے کر رہے ہیں اگر مان لیا جائے کہ روغن اس کی گران
 ہے کہ ریلوں کے ذریعہ باسر جلا جاتا ہے مگر آپ دودھ میں کیا کہیں گے تو باسر کہیں
 نہیں جاتا یہ کیوں اگر آپ لپسٹا ہر بات ہے کہ اول تو چرانا میں کم ہیں چارہ
 کی کمی انٹرنیشنل نہیں ہونے دیتیں اور جو بچھڑے بچھڑیاں پیدا ہوتی
 ہیں کئی چارہ کی وجہ سے ٹیک طور پر نشوونما نہیں پاتیں عموماً خورد سالی
 میں ہی سر جاتے ہیں جب کہ گوجروں کے ہاں دیکھا جاتا ہے کہ بڑی بے رحمی سے
 بچہ کو مٹا کر دیتے ہیں اور جو ایک ادہ پنج رہتا ہے وہ ذبح کر دیا جاتا ہے
 فوراً مٹے کہ گرانی کیوں نہ ہو آبادی بڑھ رہی ہے دیران زمین خوب آباد
 ہو رہی ہیں اور گوشت خوردوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے
 علاوہ انگریز عام طور پر کھاتے ہیں بنا برآں اس کا آمد جانور میں ہر طرف سے
 گھانا پھرتا ہے جس کا بے ہلی کی قیمت گذشتہ زمانہ میں دس بیس روپیہ
 ہوتی آج اس کی قیمت دو سو پتہ سے بھی زائد ہے۔ پس میرے پیارے دوستو
 اور بہنوں اس کا انتظام آپ کے ہاتھوں میں ہے اگر آپ چاہیں تو آج
 ہو سکتا ہے کہ وہ یک تمام مسلمان بھائی باوجود حلال سمجھنے کے گائیڈ بیج کرنا کم
 از کم گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں اور بوجھاؤں کے پہاں گائے میں کاسح
 و زودخت کر تینہ کر دیں میں طرح امیر امان اللہ خان صاحب دہاں کے سلطان کابل

خاصیت ملے اور ہندوؤں کو بھی لازم ہے کہ وہ بھی بوجھوں کے پہاں گائے میں کو بیچنا بند کر دیں

پونہ گائے ایک مفید و بابرکت جانور ہے اور اس کی حفاظت از بس ضروری ہے
لہذا ذیل میں

ظہیر الدین بابر بادشاہ کا فرمان

قربانی گاؤں اور ہندو مناورو معابد کے متعلق درج کیا جاتا ہے
ایسے زمانہ میں جب کہ قربانی گاؤں کو مسلمانوں نے ترک کر دیا ہے اور مویشی کشی
اور بالخصوص گاو کشی کے خلاف عام طور پر ہندو اور مسلمان مشترک سعی و جہد
سے کام لے رہے ہیں ہندو کچھنا دلچسپی کا موجب ہو گا کہ مسلمان شاہان قدیم
جن کو اپنی رعایا کی دلجوئی و ہمدردی بڑی بڑی منظور تھی وہ اس بارہ میں کیا رویہ
رکھتے تھے چنانچہ ظہیر الدین بابر بادشاہ کا قری کا فرمان شہزادہ نور الدین صاحب
بہاولپور (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام یہ ہے غور سے پڑھیں

اے عزیز! حکومت ہند مختلف مذاہب پر مشتمل ہے الحمد للہ کہ اس نے
اس مملکت کی حکمرانی نہیں سونپی ہے تم کو چاہئے کہ اپنے لوح دل کو تمام مذہبی
تخصیصات کی آلائشوں سے پاک و صاف رکھو۔ اور ہر ایک مذہب کے اصولوں
کے مطابق انصاف کرو۔ تم کو خاص طور پر گاو کشی سے پرہیز کرنا چاہئے کہ اہل ہند
کے تسخیر قلم کے کا ہی ایک طریقہ ہے۔ رعایا کے ہند کوشا ہی الطاف و احسان
سے رام کر لو۔ دیگر مذاہب کے مندروں اور عبادت گاہوں کو جو شاہی اقدار
میں ہوں خراب نہ کرو۔ انصاف اور عدالت کا ایسا طریقہ اختیار کرو کہ راعی
در رعایا دونوں ایک دوسرے سے خوش رہیں۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا
فرض تمہیں ظلم کے بجائے ہربانی کی تلوار سے بہتر طور پر انجام دیا جائیگا۔ مشیغ
سستی کے جنگلوں کو نظر انداز نہ کرو۔ کہ اس سے اسلام کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے
مختلف طبائع کی ترتیب و تنظیم اربعہ عناصر کی طرح عمل میں آنی چاہئے۔ تاکہ
سلطنت کا جسم مختلف امراض سے محفوظ رہے۔ اور سلطنت میں امیر تیر و صاحب
کے کھڑے نمایاں کو اپنا رہتا بناؤ۔ یکم جادی الاول ۱۰۳۵ھ

۱۰۳۵ھ اس کو البیروم مسلمان تاجدار کی طرف سے ہے جس نے ہندوستان میں

ہوتا جاتا ہے جس کا تدارک ضرور کرنا چاہئے اور غفلت کو دور کرنے پر بے پناہی
 سے کام کرنا چاہئے۔ یہ شیخ کو متاعیت کا راز گاہی بکروم فقد عالم دینا و اپنی
 زعالم کئے سر پر ارد ملہند کہ در کار عالم بود ہو شہد
 بیازی نہ پیمایان را و را نگاہ ارد از دزد ہنگاہ را
 چند دن گذرے کہ دفتر اخبار اہل سنت و الجماعت امرت سر میں رسالہ ایقان البشر
 لاضحیہ البقر مصنفہ مولوی محمد شویل صاحب عظیم آبادی پونچا جس کے اخیر مولوی
 ابراہیم صاحب بہاری اور مولوی محمد اسحاق صاحب وغیرہ کے تائیدی دستخط ثبت
 بین میں گائے کی قربانی باتفاق علماء واجب تہائے ہے اور اس پر بارزور
 دیتے ہوئے اس کے کھانے کی بڑی تاکید کی ہے اسی طرح ایک سالہ سبھی تجلیہ فری
 خزانہ صاحب سجادہ نشین غر المنازلہ کو چہ از نزل سیلا پونچہ ریش لکھا ہے
 جو ہم نے دیکھا ہے اس میں مولوی عبدالباری صاحب وغیرہ کی تہذیب بھی ہے اور کائے
 کی قربانی پر زور دیا ہے اسی طرح اور بھی بعض خوشامدی لوگوں کے رسائے شایع
 ہوئے ہیں جن میں پھول ڈالنے والی تقریریں اور ذبح البقر کے کمزور دلائل ملے
 ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مولف رسالہ مذکور نے کسی شرعی دلیل سے قربانی
 گائے کا وجوب ثابت نہیں کیا اور نہ کھا ہے اس کا جواب ہم اوپر دے چکے ہیں البتہ
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے تہانوں کو بچرے
 کا گوشت پہن کر پیش کیا (سورہ ہود) تو معلوم ہوا کہ کھائے گئے گوشت میں کوئی
 بیماری نہیں اور قربانی اس کی واجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل قصہ یوں
 ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جو نافرمانی اور افعال فجیہ کے مرکب تھے
 اللہ تعالیٰ کے فرشتے بصورت انسان عذاب لیکر اترے۔ اول حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے گھر (جو حضرت لوط علیہ السلام کے رشتہ دار تھے) تشریف لائے اور وہ فرشتے
 حضرت جبریل و میکائیل اور اسرافیل وغیرہ تھے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 خلیل اللہ برائے وہاں نواز تھے آپ بعد علیک سبک کے فوراً گھر تشریف لائے
 اور کھانے کے لئے دریافت کیا تو گھر میں اس وقت کچھ نہ ملا اور وہاں نوازی ضرور
 کرنی پڑی۔ اور آپ اکثر گھوڑوں کو پا لاکرتے تھے اور گھوڑ کشت کے بڑے حامی تھے

مولوی محمد اسحاق صاحب
 مولوی محمد شویل صاحب

مولوی محمد اسحاق صاحب
 مولوی محمد شویل صاحب

دودھ کو آب حیات کے نام سے پکارا ہے اور پھر لکھا ہے کہ صرف شکاگو میں ساڑھے چھ لاکھ سیر دودھ خرچ ہوتا ہے حالانکہ شکاگو کو پندرہ لاکھ سیر دودھ کی ضرورت ہے اس لئے امیر لوگ تو دودھ دینکا سستا لے جاتے ہیں لیکن غریبوں کو نہیں ملتا۔ بریڈن صاحب پھر لکھتے ہیں کہ اچھے اور اصل دودھ کی جتنی ضرورت بچوں کی پرورش کے لئے ہے اتنی اور کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بچوں اور نوجوانوں کی قد دہی اور اصلی خوراک ہے یہ پوری اور خالص خوراک ہے درحقیقت خالص اور مکمل خوراک یہی ہے یہ کل وہ اجزاء جن کی ایک بچے کو اور ایک نوجوان کو ضرورت ہوتی ہے اپنے اندر رکھنی ہے۔

نا کافی دودھ ایک ایسی برائی ہے جس سے بڑھ کر قوم کو قارت کر نیوالی اور کوئی برائی نہیں۔ دودھ کے کافی نہ ملنے کی وجہ سے بچوں کو دوسری مصنوعی خوراکیں دی جاتی ہیں جس سے بیماریاں پیدا ہو کر بڑھتی ہیں اور ملک اور قوم کو نقصان پہنچاتی ہیں بد قسمتی سے ہمارے ملک (امریکہ) میں دودھ کی بہت قلت ہے عکرم زراعت افسار معتمدہ امریکا نیو یارک کے شمار ذرا اعداد سے بتا رہا ہے کہ ڈیری کی نو کروڑ تیس لاکھ گاؤں میں قریباً بیس کروڑ من دودھ یا آب حیات پیدا کرتی ہیں جب کہ امریکہ کے لوگوں کے لئے پانچ ارب من دودھ کی ضرورت ہے۔ یہ امریکہ کے ایک عیسائی کا قول جو سوچنے کے قابل ہے امریکہ جان اتنی گامیٹی اور آبادی تھوڑی ہے اس جگہ بھی باوجود بیس کروڑ من دودھ ہونے کی قلت سختی سے محسوس کی جا رہی ہے۔ یہ امریکہ کے لئے امریکہ والے ہندوستان سے برابر گائیں خریدتے چلے جا رہے ہیں لیکن ہندوستان کی طرف دیکھو جن کو دودھ تو ایک طرف ان میں سے اکثر کو روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی کہا جاتا ہے کہ ہند میں چونکہ بچے زیادہ پیدا ہوتے ہیں اس لئے مرتے ہیں اس لئے مرتے ہیں زیادہ ہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ بچے اس لئے مرتے ہیں کہ ان کی ماؤں کی چھاتیوں میں ان کے لئے کافی دودھ ہوتا ہے اور نہ گالیوں کا دودھ ہی انکو ملتا ہے اہل ہند کی نسل روز بروز کیوں کمزور ہو رہی ہے وہ پہلے سے قد آدم جسم تھوڑے لوگ کیوں کم ہوتے جا رہے ہیں محض اس لئے کہ آب حیات کا چشمہ خشک

وہ کو دتا ہوا اپنی والدہ کے پاس چلا گیا ان تمام روایات معتبرہ سے جیسے یہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن کے ذریعہ کرنے پر انوس ظاہر کیا اور اللہ تعالیٰ آپ کی کرامت و نبوت کی برکت سے اور فرشتوں کے معجزہ سے بچ رہا ہو تا ہوا زندہ کر دیا ویسے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے گائے کا گوشت نہیں کھا یا اگر کوئی اور چیز کھائی ہوئی ہو تو ممکن تھا کہ مشکل بہ مشکل انسان ہونے کی وجہ سے اور لوازمات بشریہ لاحق ہونے کے سبب اسے کھا لیتے جیسے ہاروت و ماروت جیسے ظاہر ہوا یا ~~حضرت~~ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتہ مشکل بصورت انسان کو طلب فرمایا اور اس کا ڈیہ لکل گیدہ کا جانی حدیث صحیح - اسی طرح ان فرشتوں سے بھی غذا کا کھانا ممکن تھا مگر چونکہ گائے کا گوشت پکا ہوا تھا جو مختلف اراہن کا موجب ہے اور کھانا کھانا ان کو حکم نہیں تھا صرف عذاب کے لئے بھیجے گئے تھے اس لئے انہوں نے گوشت نہ کھا یا بہت سے لوگ ہم پر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں گائے کے ذبح کرنا کفر ہے تو آپ کیوں گائے کے گوشت اور ذبح گائے کے مخالف ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے جس سے عام طور پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ علماء اسلام نے کھانے والے واقعات عام ہمارے لئے واقعہ خاصہ کے لئے کوئی عموم نہیں ہوتا اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص ہارن تھا اس کے چچا زادہ یا پر اور زادہ نے جو دہی اس کا وارث تھا اس کو قتل کر ڈالا فرض حصول المال و طمع الدنیا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اہل محلہ پر خون مقبول کا دعوے کیا اور ان سے حیات کا مطالبہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم تمامہ اور پکڑنے سو گند اہل محلہ میں توقف کیا اور جناب باری تعالیٰ کی بارگاہ میں انکشاف حقیقت نفس الامری کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی نازل فرمائی اور اہل شاذہا کہ آپ بنی اسرائیل کو کہیں کہ کسی گائے کو بیکہ ذبح کر دیا اور اس کا کوئی ٹکڑا مقبول کے جسم کو نکال دین مقبول زندہ ہو کر خود ہی شہادت دیدیگا کہ فلان شخص نے مجھ کو

اور انکی پرورش کیا کرتے تھے جب کوئی اور چیز گھر میں کھانے کے لئے نہ ملتی - تو
 لاچار ایک بکرا اذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر مہانوں کے آگے رکھ دیا چونکہ
 وہ خدا کے فرشتے تھے انسانوں کی صورت میں نازل ہوئے تھے انہوں نے گوشت
 نہ کھا یا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوف کیا کہ مبادا یہ لوگ شاید چھینچھین
 طریق نہ ہوں یا اور کوئی شرارت نہ پھیلائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حیرت
 دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم فرشتے ہیں قوم لوط کے عذاب کے لئے نازل
 ہوئے ہیں تب اپنے بڑا منوس اور رنج ظاہر کیا کہ ناحق اسل بھراؤ کو ذبح
 ہی کیا اور مہانوں نے ہی نہ کیا یا تب جبریل نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا ہاتھ
 یا بازو بکھڑے کیے ہوئے پر لگایا تو وہ زندہ ہو کر اپنی والدہ کے ساتھ جالار دیکھو
 کرتے تفاسیر المہنت: ^{تفاسیر التفسیر ابو السعود} جو تفسیر کبیر حبشی نے
 سے اور تفسیر مدارک جو غازی پر حبشی ہوئی دھوۃ الحيوان ^{تفاسیر} اور تفسیر حبشی
 ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمود چرا پیشتر گفتند ما من این گو سار انے کشتم
 و از مادر جدا تھے کہ دم - جبریل علیہ السلام پر مبارک خویش بران گو سار بیان مایعہ
 گو سار زندہ شد و بر حبت و فریاد کنایا روئے بجانب مادر نہاد - یعنی جب مہانوں
 نے گوشت نہ کھا یا تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے پیچھے چھ کو کیوں نہ کہا تا کہ میں اس
 کو ذبح نہ کرتا اور اس کی ان سے جدا نہ کرتا جبرائیل نے اپنا پر اس گو سار بیان
 پر لگایا تو وہ ^{بکرا} زندہ ہو گیا اور شور کرتا ہوا اپنی ماں کے پاس گیا - اس طرح
 تفسیر کے مطابق لکھا ہے انھما من ان الملائکۃ لما اجروا ابراہیم علیہ السلام
 انھما من الملائکۃ لما من البشر و انھما جاولا لہما ک قوم لوط - طالب ابراہیم علیہ السلام
 منہم معجزۃ اللہ علیہم من الملائکۃ فدعوا بہما جیرا و العجل المشوی قطف
 ذالک العجل المشوی من الموضع الذی کان یوصوفان فی امرعہ و کانت امرعہ
 ابراہیم علیہ السلام قائمۃ فضحک لمارات - العجل المشوی قد ظفر من مومنہ
 یعنی جب فرشتوں نے فیردی کہ ہم بشر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو
 قوم لوط کے لئے عذاب لیکر آئے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے معجزہ
 دکھایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم بکراے ہوئے ہوئے کو زندہ کر دیا اور

بکرا کا زندہ ہونا

کہ جب کوئی شخص مارا جاوے تو گائے کا ٹکڑہ مقتول کو لگا دینا چاہئے جس پر مقتول
 زندہ ہو کر خود ہی شہادت دیدیگا بلکہ شہادت اور قسامہ پر داود مدار کہلے
 اور فرمایا البیتہ للہ علی والیمین علی من انکر یعنی مدعی کے ذمہ بیعت ہے اور قسم منکر
 پر ہے لہذا اس واقعہ سے نہ تو گائے کے گوشت کے کھانے پر یا نہ کھانے پر اور
 نہ ہی اس کی قربانی یا عدم قربانی پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس سے صاف طور پر
 معلوم ہوتا ہے کہ گائے کی اصل خلقت کہیتی باری کے لئے ہے دوسری غرض
 کے لئے نہیں ہے چنانچہ حدیث میں ابی ہریرہؓ سے مروی ہے قال علیؑ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح ثم اقبل علی الناس فقال بیہ اہل بیت
 بقرۃ اذا کیا فقالت انما لم تخلق لہن انما خلقتا للرحۃ فقال اللہ من
 سبحان اللہ بقرۃ متکلمہ قال فانی اومن بہن انما ابوبکر وعمر وما ہما شے
 یہ حدیث صحیح بخاری کے ص ۳۱۲ و ص ۲۹۳ و ص ۱۵ پر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھانے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور
 فرمایا کہ ایک آدمی گائے کو چلا رہا تھا کہ ناگاہ اس پر سوار ہو گیا تو گائے نے زبان نکال
 سے کہا کہ اے شخص ہم اسواری کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہم تو کہیتی باری کے
 لئے پیدا کئے گئے ہیں (یعنی چھ سے اوڑھا) یہ بات سن کر لوگوں نے کہا سبحان اللہ
 کیا گائے ہی کلام کر سکتی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا بیشک گائے کلام کر سکتی ہے
 اس پر میں ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر و عمرؓ بھی یقین رکھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ان
 پر ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ موجود نہ تھے اس صحیح حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ گائے
 بیل کہیتی یا رمی اور ذراعت کے لئے پیدا کئے گئے تھے اس کے گھوڑے نہ کسی اور مقصد کے لئے
 حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں استدلال علی ان الدواب
 لا تستعمل الا فیما جرت العادۃ باستعمالہا فیہ یعنی اس حدیث سے اس مسئلہ پر دلیل لائی
 جاتی ہے کہ چار پاؤں کو انہیں کاموں میں استعمال کرنا چاہئے کہ جن کے استعمال کرنے
 کی اس میں عادت ہو جیسا کہ گائے بیل کو کہیتی یا رمی اور ذراعت میں کے لئے استعمال

قتل کیا ہے النضر بنی اسرائیل نے بعد از سوالات و تحقیق گائے کے گائے
 نیکر ذبح کی اور اس کا ایک ٹکڑہ زبان بلکہ جگر یا کوئی اور عضو مردہ کو لٹکایا وہ مقتول
 فوراً زندہ ہو گیا اور اس کی گردن سے خون جاری تھا اور کہنے لگا کہ مجھ کو میرے چنانہ
 یا پادری زادہ نے قتل کیا ہے پھر اس وقت فوت ہو گیا حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ قاتل مقتول
 کو وارث نہیں ہو سکتا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ گائے مذکورہ کے ٹکڑہ لگانے سے
 اللہ تعالیٰ نے کیوں زندہ کیا گائے زندہ سے یا خود بخود اس پر حکم ہے کیوں مقتول
 کو زندہ نہ کر ڈالا اور مذکورہ مقتول کو لینے مردہ سے مراد کیوں زندہ کیا تو جواب
 اس کا یوں سمجھنا چاہئے کہ گائے بیل کو کہتی باری اور آب پاشی کے ساتھ احیاء
 زمین و نباتات اور ہمارے دھن پورے اور اسی جانور پر سب کی زندگی موقوف
 ہے اور زمین سے اصل یہ انسان کی ہے اور نباتات اور درخت وغیرہ اصل
 غذا انسان کی ہے لہذا گائے کو مردہ شخص کے زندہ کرنے میں زیادہ خصوصیت ہو
 سکتی ہے اور یہی نکتہ ہے اس کی تخصیص میں اور جب گائے مردہ سے انسان
 مردہ زندہ ہو گیا تو گائے بیل زندہ سے مخلوقات کیوں آباد اور زندہ نہ ہوگی اور چونکہ
 مردہ سے مردہ کو زندہ کرنا میں بہ نسبت زندہ سے مردہ کو زندہ کرنے سے قدرت الہی
 کا عجوبہ زیادہ ظاہر ہوتا تھا لہذا مذکورہ گائے سے مقتول انسان کو زندہ کیا اور مگر بن
 قیامت کو بطور مثال و مشاہدہ کے سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کر سکتا
 ہے والا استحضار فی علاوہ پر یہی اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جس نے اپنی والدہ کی
 کمال خدمت کی تھی اس کو دنیا میں ہی بدلہ اور فائدہ پہنچایا تھا لہذا وہ گائے اس
 شخص سے خرید کر حکم دیا اور مالک گائے کو سمجھا دیا کہ بنی اسرائیل کا بھائی پاس
 لٹکائے ہوئے کے لئے آئیے تم قیمت زیادہ طلب کرنا چنانچہ مالک گائے نے کھل بھر کر
 سونا اس کی قیمت کا لیا۔ پھر حال کچھ ہی ہو۔ یہ ایک خاص واقعہ بنی اسرائیل کا لینے
 قوم یہود کا ہے جس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ مگر شرع اسلام نے اس پر کوئی
 خاص یا عام حکم نہیں لٹکایا اور نہ ہی اس سے قتل کے ثبوت میں یہ حکم دیا ہے

گواہ بنیں کہ مخالفین گنور کھٹا حلیمین گنور کھٹا کے ساتھ مباحثہ کر سکیں اس لئے کہ ملک کو گنور کھٹا کی بڑی ضرورت ہے اسی واسطے ۱۷ اپریل ۱۹۵۷ء کو چٹانہ میں اجلاس سر آسو تو شہر کی قایم مقام چیف جسٹس کلکتہ ہائی کورٹ ٹکائے کانفرس کا جلسہ منعقد ہوا۔ مسٹر مظہر الحق صاحب نے بحیثیت صدر استقبالیہ کمیٹی کے وہناں تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ مسلمان علماء اور دیگر بزرگوں نے اپنی جماعت سے سفارش کی ہے کہ بطور اتحاد مسلم دربارہ مسئلہ خلافت کا وکشی سے پرہیز کریں مسلمان مندوں کے ساتھ تمام مگر چین گئے اگر ان کے ساتھ محبت اور انسانیت کا برتاؤ رہا۔ لیکن مجھے آپ نہایت خلوص کے ساتھ بتا دینا چاہئے کہ اس تحریک کی کامیابی بالکل مندوں پر منحصر ہے کسی طاقت کا استعمال یا اس کی غنائش اس سکیم کو بالکل برباد کر دے گی سر آسو تو شہر نے صدارتی ایڈریس میں زور دیا کہ یہ مسئلہ سیاسی ہے اور نہ ہی مذہبی۔ بالکل اقتصاد ہی ہے اور مسلمان اور عیسائیوں سے اس میں شرکت کی اپیل کی۔ اور مندرجہ ذیل ریزولوشن اس میں پاس ہوئے۔

راہ گوڈنٹ ہربانی سے ایسی کارروائی کرے جس سے ہر ایک بڑے شہر میں صوبہ کی آمدنی یا لوکل فنڈ سے گنودوں کے لئے چرائگا ہیں مخصوص کی جائیں۔

(۲) زمیندار اور کاشتکار بھی جہاں تک ممکن ہو اس مطلب کے لئے زمینیں مخصوص کرنے کا انتظام کریں۔ جو لوگ دیہات کے صحیح حالات سے واقف ہیں وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ چرائگا ہوں کی کمی سے گنودوں کی فصل پر اور اس سلسلہ میں ملک کے اندر دودھ اور گھی کی بھرپوری پرکٹنا مضرت اثر پڑے کسی زمانہ میں ہر ایک گاؤں کے قریب اس قسم کی چرائگا ہیں موجود ہوتی ہیں اور انہیں ملکی وجہ سے گنودوں کی پرورش ہو کر قریب آگیا اب یہی صوبہ کی گورنیشن اور ڈسٹرکٹ بورڈ اس قسم کی مفت چرائگا ہیں مہیا کرنے کا انتظام کریں تو ملک میں از سر نو دودھ اور گھی کی فراہم ہو سکتی ہے اور ریزولوشنوں میں جناب صدر واجب مسلم لیگ کا یہی شکریہ ادا کیا گیا ہے پھر کامیابی سے حلیم ختم ہوا۔ اسی طرح

(۳) زمیندار اور کاشتکار بھی جہاں تک ممکن ہو اس مطلب کے لئے زمینیں مخصوص کرنے کا انتظام کریں۔ جو لوگ دیہات کے صحیح حالات سے واقف ہیں وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ چرائگا ہوں کی کمی سے گنودوں کی فصل پر اور اس سلسلہ میں ملک کے اندر دودھ اور گھی کی بھرپوری پرکٹنا مضرت اثر پڑے کسی زمانہ میں ہر ایک گاؤں کے قریب اس قسم کی چرائگا ہیں موجود ہوتی ہیں اور انہیں ملکی وجہ سے گنودوں کی پرورش ہو کر قریب آگیا اب یہی صوبہ کی گورنیشن اور ڈسٹرکٹ بورڈ اس قسم کی مفت چرائگا ہیں مہیا کرنے کا انتظام کریں تو ملک میں از سر نو دودھ اور گھی کی فراہم ہو سکتی ہے اور ریزولوشنوں میں جناب صدر واجب مسلم لیگ کا یہی شکریہ ادا کیا گیا ہے پھر کامیابی سے حلیم ختم ہوا۔ اسی طرح

کیا جاتا ہے زکسی اور مطلب کے لئے کیونکہ کلمہ انما کا حصر کے لئے آئے ہے فکان بعد
 الحدیث ما خلقنا الا للثلاث لیختص نہیں پیدا کئے گئے۔ ہم مگر واسطے گیتی کے۔ ایسا سبط
 مذہب اسلام میں اس متبرک اور کار آمد ہالور کی حفاظت کا حکم اور سروری گرمی سے
 بچانے کا حکم ہے لہذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کی حفاظت جہاں دیوان سے
 سے زیادہ کریں۔ اگر کہا جائے کہ منو سمرتی جو ہندوؤں کی معبر کتاب ہے اس
 میں لکھا ہے کہ جب برہمن کا بیٹا کانشی سے علم پڑھ کر آوے تو اس کا باب استقبال
 کے لئے نکلے اور گائے ذبح کر کے اس کی کھال گرما کر مٹی کے بدن پر دہکے۔
 اور ستر اسی دت نے اپنی مشہور کتاب قدیم ہندوستان کے ۵۵۰ پر لکھا ہے کہ وہ
 کے زمانہ میں دہر ماتا ہندو گائے کا گوشت کھانے میں کسی قسم کی کرہیت یا قید
 کو پسند نہیں کرتے تھے تو یہاں اس کا یوں ہے کہ ہمارے نزدیک منو جی کا یہ
 قول اور ستر اسی دت جی کا یہ لکھا ہرگز قابل تسلیم نہیں کیونکہ جب تمام کتابیں
 ہندو مت کی حقو کی حفاظت کے متعلق زور دے رہی ہیں تو ان ضعیف اور خستہ
 اقوال کو کون سستا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ منو سمرتی وغیرہ میں بعض بعض
 باتیں نامذہبی طائی گئی ہیں۔ لہذا یہ کہ جس زمانہ میں گوشت خوردن کا
 رند ہو گیا ہو اسوقت اس قسم کے لحاظ بعض کتابوں میں درج کئے گئے ہوں
 ایسا سبطے پنڈت ریارام صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اخبار سنا سن
 دہم پر چلک مورخ ۲۴ جنوری سنہ ۱۳۰۶ میں اسپر جلیج پور یا تھا کہ وہ اصل منتر
 دشلوک پیش کر کے اور اس کا صحیح ترجمہ کر کے انچا دعو سے ثابت کریں مگر مولوی
 ثناء اللہ صاحب نے ایسا تک ادھکا جلیج منظور نہیں کیا۔ پنڈت جی کا یہ دعویٰ ہے
 کہ ہندو شاستروں میں گو کے متعلق کوئی ایسا حکم نہیں کہ اس کا گوشت کھاؤ
 بلکہ اس کی عزت و احترام و حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یا کسی
 اور صاحب کو اپنی صداقت کا یو پورا یقین ہے تو وہ پنڈت ریارام صاحب سے باقاعدہ
 مناظرہ کر کے فیصلہ کر لیں۔ مگر آئندہ یہ اختلاف مٹ جائے اور ہندو مسلم اتحاد میں
 ترقی ہو جائے۔

یہ مضمون اب اس کا ہندو صاحبان دین کے فتوے کا ایلیٹی عبد اول کتاب التفرقات میں پیش کیا ہے کہ انوشی شارح اسلام سے پیش کیا

یہ مضمون اب اس کا ہندو صاحبان دین کے فتوے کا ایلیٹی عبد اول کتاب التفرقات میں پیش کیا ہے کہ انوشی شارح اسلام سے پیش کیا

ایک بہت بڑا ہندو مسلم کا مشترک علیہ راموں ضلع جالندھر میں ۲۵ جون ۱۸۷۲ء کو ہوا جس میں اس خاکسار اور پینڈت ریا رام صاحب اور سرائی اور چوہدری عبدالرحمن خان صاحب بخیر قدم و ہمدرد اسلام و ملک و رئیس اعظم راہبوں کے گنو بکشا کی حمایت کے متعلق ذبردست تقریریں کیں اور چوہدری صاحب موصوف نے گنو شاہ کے لئے دو گھنٹہ اراشی بھی وقف کر دی جزاکم اللہ

این کار شہا است مرداں چنین کنند

پھر چندہ شروع ہوا اور علیہ بڑی کامیابی سے ختم ہوا چونکہ حفاظت گائے کی ضرورت جیسے رعایا کو ہے ویسے ہی بادشاہوں کو بھی ہے لہذا

محمد شاہ غازی شاہ عالم والے ہند کا جو آخری شاہان مغلیہ میں سے ایک

تھے ایک فرمان شائع کیا جاتا ہے جو ان کی ہر انداز کے مشیران سید عطاء اللہ خان

و سید عبد اللہ خان و قاضی محمد رفیع و غلام احمد و مولوی محمد محفوظ اللہ اور

قاضی میاں اصغر حسین کے دستخط سے شائع ہوا تھا یہ فرمان موجودہ

عالمات میں جبکہ ہندو مسلمانوں میں اتفاق کی لہروں بدن زدہ بکرا رہی تھی خاص

اسیت رکھتا ہے وہ یہ ہے اور اتحاد و اتفاق کی رہنمائی کرتے ہیں

مستظلمان حکومت و حاکمان صوبجات و ساء علیہ اودان محمدان حکومت

پر جو ذمہ داری کے عہدوں پر ممتاز ہیں واضح ہو کہ انصاف و مساوات کے اس عہد

میں یہ فرمان شائع کیا جاتا ہے کہ قلیق حیوانات بے زبان اور بے شعور جانوروں

میں سے گائیوں اور بیلوں کے لانا اٹھانا فائدہ نہیں پہنچتی انسان کا واروہ ارا ناج

اور بیلوں پر ہے اور ہر چیز میں بغیر قلبہ رانی پیدا نہیں ہو سکتیں اور چونکہ قلبہ

رانی کے لئے بیلوں کی ضرورت ہے اس لئے اس وسیع و عریض ملک کی

بہتری اور خوشحالی کے لئے یہ فرمان نافذ کیا جاتا ہے کہ ایسے جانوروں کا مارا جانا

یا ذبح کیا جانا قابلِ مذمت ہے اس فرمان کے موافق ہم اپنی حکومت کے

ہر حصہ میں نگاہ کشی کی ممانعت کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص اس فرمان کی

یہ امر ہے کہ بادشاہ ہند نے ہندوؤں کی ممانعت کی ہے اور ان کی جان بچانے کے لئے یہ امر ہے کہ بادشاہ ہند نے ہندوؤں کی ممانعت کی ہے اور ان کی جان بچانے کے لئے یہ امر ہے کہ بادشاہ ہند نے ہندوؤں کی ممانعت کی ہے اور ان کی جان بچانے کے لئے

یہ امر ہے کہ بادشاہ ہند نے ہندوؤں کی ممانعت کی ہے اور ان کی جان بچانے کے لئے یہ امر ہے کہ بادشاہ ہند نے ہندوؤں کی ممانعت کی ہے اور ان کی جان بچانے کے لئے یہ امر ہے کہ بادشاہ ہند نے ہندوؤں کی ممانعت کی ہے اور ان کی جان بچانے کے لئے

